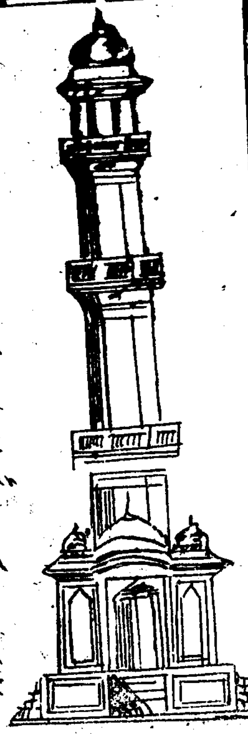
رجسٹرڈ ایل نمبر ۷



إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ
إِنَّهُ اٰوَى الْقَرْيَةَ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے [illegible] (۲) خواص و معاونین سے [illegible] (۳) ہندوستان سے باہر کیلئے (۴) غیر مذاہب والوں سے [illegible] (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے [illegible]

نمبر ۲۶ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۰۶ء مطابق یکم جمادی الثانی | جلد (۱۰)

فہرست مضامین

کچھ اپنی نسبت

عرصہ سے یہ بات ہے کہ سرپرستان الحکم کو یہ عادت ہوگئی ہے کہ جب تک میں انہیں اخبار کی بہتری اور توسیع اشاعت کیطرف توجہ نہ دلاؤں وہ متوجہ نہیں ہوتے اور سال میں ایک دو مرتبہ اس فریاد و پکار کی بھی ضرورت پڑتی ہے اخبار کی عمدگی اسکی بر وقت اشاعت اسکی کتابت - چھپوائی کاغذ اور دوسرے مراتب کا انحصار ہے - کارخانہ کی مالی حالت کے اطمینان بخش ہونے پر - اور یہ منحصر ہے اخبار کی کثرت اشاعت اور اس کے خریداروں کے بروقت چندہ ادا کرنے پر - جب تک یہ باتیں نہ ہوں اسوقت تک [illegible] مہتمم اخبار کے ضروری اخراجات کی فکر میں سرگرداں رہے یا اسکی خوبیوں کے بڑھانے کی فکر میں -

مذہبی اور قومی اخباروں کے لئے اور بھی مشکلات ہوتے ہیں اسلئے کہ وہ ایک خاص دائرہ اور حلقہ کے اندر محدود ہوتے ہیں انکا موضوع خاص اور انکا مقصد مقرر - ایسی حالت میں اگر وہ قوم یا فرقہ جسکا کہ وہ اخبار ہے اسکی طرف پوری توجہ نہ کرے تو اس کی زندگی اور [illegible] کا سوال [illegible] آجاتا ہے -

خدمت قوم کی اس نے جو کچھ کی ہوسکتی ہے کرتا آیا ہے اور جب تک اللہ تعالےٰ چاہے گا کرتا رہیگا مگر میں یہ افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ کوئی سال الحکم پر ایسا نہیں گذرا کہ اسکے بقایا داروں کی فہرست میں ایک معقول رقم درج نہ ہو - اگر بقایا داران کی شکایت کی جاوے تو ہم پر الزام قائم کیا جاتا ہے کہ قوم کو بدنام کرتا ہے - اور اگر اپنے آپ کو بقایا داران کے رحم پر چھوڑ دوں تو وہ پروا نہیں کرتے زبانی اگر پوچھا جاوے تو اخبار اور اس کے ایڈیٹر کی اسقدر تعریفیں کریں گے کہ حد نہیں لیکن جب ادائے قیمت کا سوال آتا ہے تو [illegible]

سخن درین است

سمجھ کر خاموش ہو رہتے ہیں اسوقت تک ابتدائے اخبار کی تاریخ سے لیکر کوئی تین ہزار روپیہ سے زاید کارخانہ کا بقایا ہے - اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کن مشکلات میں سے مجھے گذرنا پڑتا ہے - اگر خدا تعالےٰ کا فضل دستگیری اور پردہ پوشی نہ کرے تو کئی مرتبہ اخبار بند ہوگیا ہوتا -

اس لمبے عرصہ کے تجربہ نے مجھے اس نتیجہ پر پہونچایا ہے کہ آیندہ بلا وجہ معقول کبھی کسی کے نام اخبار بدون وصول قیمت پیشگی جاری نہ کیا جاوے اسلئے سرپرستان الحکم [illegible]

مشکلات سرپرستان الحکم کی توجہ کو خصوصیت سے مبذول کرانا چاہتے ہیں - وہ الحکم کے لئے جدید خریدار بہم پہونچائیں کارخانہ الحکم کی کتابوں کے نکلوانے کی سعی کریں - اپنی واجب الادا قیمت بھیجیں - اور دوسروں سے بھجوائیں سودیشی تحریک کی وجہ سے کاغذ گراں ہوگیا ہے اور گراں ہی نہیں کمیاب ہوگیا ہے میں نے پچھلے دنوں چند احباب کو خاص طور پر متوجہ کیا تھا کہ اگر وہ اس وقت مدد دیں تو ایک معقول ذخیرہ کاغذ کا کسی ولایتی کارخانہ سے خرید لیا جاوے مگر چند کے سوا متوجہ ہی نہ ہوئے اسوقت ۲۲×۲۹ کا سفید کاغذ بہت ہی کمیاب ہے اسلئے جس طرح سے ہوگا کام چلایا جائیگا - اور اگر کسی قسم کا کاغذ بھی اس سائز کا نہ ملا - تو میں تبدیل تقطیع پر مجبور ہوں گا - بہر حال میری اس سرگذشت کے بیان کرنے کی غرض یہ ہے کہ

وہ احباب اپنے فرض کو سوچیں جنکے ذمہ مطبع کا بقایا چلا آتا ہے اور پھر وہ اسپر مزید ظلم یہ کرتے ہیں کہ قیمت طلب پیکٹ واپس کرکے دوہرا نقصان پہونچاتے ہیں وہ

سمجھیں - ۳۱ جولائی ۱۹۰۶ء کا پرچہ ایسے بقایا داران کے نام وی پی کیا جاویگا - اگر اس مرتبہ بھی واپس کیا تو پھر پرچہ بند کرکے بزرگان ملت کی معرفت بقایا وصول کر لیا جاویگا -

والسلام
خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر و مالک الحکم قادیان

اِطّلاع

اکثر بھائی ایڈیٹر الحکم کو خرید مکانات کے متعلق لکھتے ہیں انہیں واضح رہے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کے مکان کے اردگرد کوئی مکان سردست فروختنی موجود نہیں - البتہ یہ تجویز ہے کہ باہر زمین کا ایک وسیع قطعہ خرید کر مکانات بنا لئے جاویں - پس جو بھائی ایسا کرنا چاہیں وہ اطلاع دیں -

ڈاکٹر عبد الحکیم خان کے نام کھلا خط

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ

جناب ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب

السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین

آپ کی عجیب در عجیب تصنیفات سے آپ کی تلون مزاجی ظاہر ہے آپ کبھی کچھ کہتے ہیں اور کبھی کچھ۔ **ذکر الحکیم** ۱ و ۲ اور تفسیر القرآن میں کچھ لکھا ہے۔ اور ذکر الحکیم ۳ آجکل کے اخبارات میں کچھ لکھ رہے ہیں۔

ایک طرف حضرت مرزا صاحب کی تصدیق میں آپ نے وہ وہ زور لگایا ہے کہ قرآن شریف اور حدیث شریف اور اقوال اولیاء کرام سے آپ کے مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کا پورا پورا ثبوت دیدیا۔ اور اپنی تفسیر القرآن بالقرآن کو جناب ممدوح کے انفاس مبارکہ کا طفیل قرار دیا۔ اسوقت دین محمدی کا قیام اور تمام دینوں پر اسلام کے فتح اسی امام آخر الزمان علیہ السلام کے ہاتھ سے ہونا قبول کیا۔ اور آپنے سچے دل اور پورے اطمینان سے قبول کیا کہ یہہ ہی مسیح موعود اور مہدی مسعود ہے۔ آپ نے حضرت مرزا صاحب کے مریدوں کو نیک اور قلیل صحابہ اور لما یلحقوا بہم کا مصداق قرار دیا اور یہہ بھی لکھا کہ مرزا صاحب کے مرید کثرت سے صاحب الہام ہیں اور مسیح موعود کا حلیہ جو حدیث شریف میں ہے۔ آپ نے مان لیا کہ یہی حلیہ حضرت مرزا صاحب کا ہے ضمیمہ انجام آتہم میں جو فہرست مریدان حضرت مرزا صاحب ہے [illegible] حدیث شریف ایک زبردست پیشینگوئی کا پورا ہونا تسلیم کیا۔ مہمانوں کی [illegible] دینی خدمات اور خیرات میں ہزاروں روپیہ کا صرف ہونا اور اسکا کوئی حساب کتاب نہ ہونا مطابق حدیث مان کر آپنے تصدیق کی اس صدی کے مجدد اور امام آخر الزمان کو آپنے گذشتہ تیرہ صدیوں کے مجددوں اور اولیاء کرام سے فضیلت دی اور اس فضیلت کو آپ نے قرآن اور حدیث سے ثابت کر دیا۔ اس امام آخر الزمان کی تدابیر اشاعت اسلام کو تدابیر حسنہ لکھا اور پھر آپ نے لکھا کہ (مرزا صاحب کو دعوائے الہام کرتے ہوئے پچیس سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا جو زمانہ نبوت محمدی سے زیادہ ہے آیات قرآنی و توراتی کے مطابق چاہئے تہا کہ اگر آپ جہوٹے ہوتے تو ابتک آپ اور آپکے مرید برباد ہو جاتے آپکی کوئی پیشین گوئی سچی ثابت نہ ہوتی آپ پر ذلت اور مصیبت روز بروز زیادہ ہوتی اور انسان آپ کو بچا نہ سکتا مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ آپکی عزت اور قبولیت روز بروز زیادہ ہے آپکے مخالف برباد [illegible] پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں اور اونکے مخالف ذلت و مصیبت اٹھاتے ہیں قریب ہے کہ عالم کا عالم آپکی طرف جھک جائے چاند گرہن اور سورج گرہن مطابق پیش گوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں [illegible] مان لیا کہ یہ آسمانی شہادت [illegible] کی سچائی کی ہے قادیان کو جائے نزول مسیح موعود آپنے مانا اور حدیث شریف سے اسکا ثبوت پیش کیا۔ ایک جگہ آپنے لکھا کہ [illegible] کہ مسیح و مہدی موعود عین اپنے وقت پر حضرت خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے ثبوت کے مطابق ظہور پذیر ہوا جسنے اسلام کے ہزارہا روایتی اور رواجی غلطیوں کی اصلاح کی جسکی ساتھ ایک نور ہدایت ہے جس سے ہزارہا قابل لوگ شب و روز فیضان حاصل کر رہے ہیں اوسکی مدد پر اللہ تعالے ہے۔ الہی انعامات بارش کیطرح اوسپر برستے رہتے ہیں رویائے صادقہ مکاشفات۔ الہامات قبولیت دعا اور بہشتی زندگی کے آثار اپنے ساتھ رکھتا ہے جو روز روشن کیطرح نمایاں ہیں..... وہ کون ہے؟ مرزا غلام احمد قادیانی اللہ کا سلام اور اوسکے فرشتوں کا سلام اوسپر ہو یہ اپنے وقت کا عیسیٰ اور مہدی ہے وہی عیسیے اور مہدی جسکی نسبت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی تہی جسقدر شریروں کی طرف سے مخالفت زیادہ ہوتی گئی اوسیقدر اوسکی عزت زیادہ ہوتی گئی اور قریب ہے کہ ایک عالم کا عالم بڑی زور اور خلوص کے ساتھ اوسکی طرف جہک جائے کیونکہ اللہ تعالے اوسکا والی اور حامی ہے ہر وقت غیبی تائیدات اور بشارات اوسکے شامل حال ہیں)

دوسری طرف آپ اس زمانہ کے مولویوں کو بدکار۔ بے دین اور بے راہ محض اسواسطے قرار دیتے ہیں کہ اونہوں نے حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب اور تکفیر کی اور جناب ممدوح کے نہ ماننے والوں کو اور آپ کے تکذیب کرنیوالوں کو **مغضوب علیہم** اور **الضالین** قرار دیا۔ کہیں اون کو [illegible] کہیں جگہ بے ایمان۔ کہیں یہودی۔ کہیں متکبر اور ایک جگہ آپنے لکھا ہے (مولویو کاش تم میں کوئی ذرہ ایمان یا عمل کا ہوتا جسکی وجہ سے اللہ کی محبت رحمت اور ہدایت تمہاری شامل حال ہوتی تمکو وہ نور باطنی مل جاتا جسکا مومن کے واسطے وعدہ دیا گیا ہے تمہیں وہ کان اور آنکھ مل جاتی جو اہل اللہ کے واسطے مخصوص اور جس سے شریر و بدکار لوگ محروم ہیں۔ تب تم اس مہدی اور مسیح کو پہچان کر اوسکی غلامی کو غنیمت سمجھتے) کہیں آپ نے اس زمانہ کے مولویوں کو قیاسات کے بندے اور شیطان کے ہم قرین تحریر کیا ہے ایک جگہ آپنے لکھا ہے (اگر کسی برگزیدہ بندہ کو مورد انعامات دیکھیں مثلاً صاحب الہامات۔ مکاشفات رویائے صادقہ۔ تائید غیبی وغیرہ تو اوسپر تمسخر کرتے یا اوسکی تکذیب و تکفیر کرتے ہیں یا اون انعامات کو ہی ایک تمسخر یا جہوٹ سمجھتے ہیں اور وہ لوگ [illegible] پر ثابت شدہ خیالات اور اعتقادات کے خلاف حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور آپکے خادمان کی نسبت ایسے ایسے الفاظ لکھتے ہیں کہ نقل سے بھی دل ڈرتا ہے۔ اوس امام آخر الزمان علیہ السلام کو جسکی صفت کو آپ بدلائل ثابت کر چکے ہیں آج آپ کے خیال میں اوس میں اسقدر عیب ہیں کہ شاید کسی انسان میں مجموعی طور پر اسقدر عیب ہوں گے۔ اون لوگوں نے جنہوں نے حضرت مرزا صاحب سے وحدانیت کا سبق سیکھا اور جو آپکے سابقہ خیال اور اعتقادات کے مطابق صاحب الہام تہے اور پیشین گوئیاں اونسے ظہور میں آتی تہیں اب آپ کے موجودہ خیال کے مطابق اونسے بڑھکر کوئی مشرک نہیں۔ یہ مظلوم فرقہ جسپر اندرونی اور بیرونی حملے ہوتے ہیں اور طرح طرح سے اونکو تکلیف دی جاتی ہے اونکی تکفیر و تکذیب کیجاتی ہے طرح طرح کے ناموں سے اون کو بدنام کیا جاتا ہے۔ بڑی سے بڑی تہمت اونپر لگانا ثواب سمجھا جاتا ہے۔ اون کی مخالفت میں جہوٹ بولنا جائز رکہا گیا ہے اون کے مالوں کو لوٹنا شیر مادر سمجہا گیا ہے اور اون کو واجب القتل ٹھیرایا گیا ہے۔ اور کوشش کی جاتی ہے کہ اون کو اس دنیا سے معدوم کر دیں مگر یہ نہیں سمجھتے کہ انسان کی طاقت سے بڑھکر ایک اور طاقت ہے جو اون کو ہر ایک مصیبت اور ذلت سے بچاتی ہے۔ اور عزت دیتی ہے اور مخالفوں کو ذلیل اور رسوا کرتی ہے خدا تعالے اون کا حامی اور مددگار ہے۔

حضرت مرزا صاحب کے مرید مرزا صاحب کی کیوں تعظیم اور عزت کرتے ہیں اور کیوں ہر وقت آپکا ذکر خیر کرتے ہیں؟ اسواسطے کہ وہ خدا تعالے کے مرسل اور مامور ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور آپکے جانشین اور آپ کی پیشین گوئی کے مطابق اون کا نزول۔ آپنے یہہ سب کچھ پہلے ہی کہا اور مان لیا ہے مگر اب آپ حضرت مرزا صاحب سے وہ منوانا چاہتے ہیں جسکا اسلام میں نام نہیں اور یہہ ہی باعث مخالفت ہوا اور پھر اسقدر مخالفت کہ کوئی تہمت جو انسان کے خیال میں بھی آسکتی ہے اوسکا متہم مرزا صاحب کو قرار دیا اور بدگوئی اور بدنامی سے ذرا پروا نکی۔ اسپر ہم اپنی طرف سے کچھ کہنا پسند نہیں کرتے بلکہ آپ کا فتوے جو آپ نے حضرت مرزا صاحب کے مخالفین اور مکفرین پر دیا ہے آپ کے روبرو پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالے آپکو آنکھیں دیوے اور راہ ہدایت بخشے اور اوس حجاب کو دور کرے جو اس زمانہ میں آپ کے آنکھوں کے سامنے آگیا ہے۔

مرزا صاحب مامور اور مرسل من اللہ ہیں اور اس زمانہ کے مجدد اور امام ہیں خدا تعالے کی طرف سے اشاعت اسلام کے واسطے مقرر ہیں جو بندہ خدا تعالے سے [illegible] اشاعت اسلام کرتا ہے اس زمانہ کے لوگ چاہتے ہیں کہ ہماری رائے اور مشورہ بھی لیا جاوے اور جو کچھ ہم رائے دیں اوسکی تعمیل ہو۔ وہ انسان جو خدا تعالے کے ساتھ ہمکلامی کا فخر رکھتا ہے جسکو خدا تعالے مشورہ دیتا ہے وہ اس دنیا کے لوگوں کے مشورہ اور رائے کی کیا پروا کر سکتا ہے۔ گورنمنٹ کے ججوں کو کوئی کسی مقدمہ میں مشورہ نہیں دے سکتا۔ فریقین اثبات دعوے اور جواب دعوے میں ہر طرح کوشش کرتے ہیں۔ اور دلائل پیش کرتے ہیں قانون اور فیصلہ جات پیش کرتے ہیں مگر جج جب فیصلہ کرتا ہے کوئی چون نہیں کر سکتا۔ قانون کا جو مطلب جج نے سمجہا وہ فریقین کو قبول اور منظور کرنا پڑتا ہے۔ پہر خدا تعالے کے مقرر کردہ حکم کو کون مشورہ دے سکتا ہے۔ وہ خدا تعالے کی طرف سے اس زمانہ کے لوگوں کے درمیان حکم ہے۔ پس اب جو حکم وہ دیتا ہے وہ قابل تسلیم ہے یہہ بات صاف ہے۔ کہ اوسکا حکم خدا تعالے کے قرآن کے مخالف نہیں ہو سکتا کہ وہ اوسکی طرف سے مامور ہے وہ ہرگز خدا تعالے کے قانون سے باہر نہیں جا سکتا۔

ایسی حالت میں میں آپ کی تصنیفات اپنے پاس رکھنا نہیں چاہتا اسلئے کتب ذیل جو اسوقت میرے پاس موجود ہیں اور جو وقتاً فوقتاً آپسے خریدی ہیں بذریعہ پارسل واپس کرتا ہوں۔ **تفسیر القرآن مجلد** ۸
ذکر الحکیم ۲ **رسالہ اعضا مخصوصہ**

کل قیمت ان کتابوں کی للعہ ہے اگر آپ قیمت واپس کرنا نہ چاہیں اور واپس نکرنا دیانتداری سمجھیں تو آپکو اختیار ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر آپ براہین احمدیہ کے متعلق اعتراض کرتے ہیں۔ حالانکہ جناب موصوف نے بذریعہ اشتہار شائع کر دیا تھا کہ جو شخص براہین احمدیہ نہ رکھنا چاہے یا اوسکو کسی قسم کا اعتراض ہو تو قیمت واپس لے سکتا ہے چنانچہ میں نے اور میرے کپورتھلہ کے کئی دوستوں نے بہت سے نسخے براہین احمدیہ کے ایسے لوگوں سے آن کی قیمت دیکر واپس لئے اگرچہ یہ اعتراض آپ کا نہیں ہے اور نہ مخالفین اسوقت یہ اعتراض کرتے ہیں۔ بلکہ یہ اعتراض اوسوقت سے بھی پہلے کا ہے جبکہ آپ نے تفسیر لکھی اور حضرت مرزا صاحب کے دعوے کی تصدیق کی اور مخالفین اور معترضین کو گمراہ اور بے دین قرار دیا۔ فقط

عاجز حبیب الرحمان از موضع حاجی پور ڈاکخانہ پھگواڑہ

۱۴۔ جولائی ۱۹۰۶ء

اِنّی مُھینٌ مَن اَرادَ اِھانَتَکَ

خدا تعالیٰ کے وعدے سچے اور اسکی باتیں ہمیشہ پوری ہوکر رہتی ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب یہ الہام ہوا ہے اسکی سچائی اور صداقت کو بیسیوں مرتبہ ہم نے دیکھا ہے اور ہماری آنکھوں کے سامنے وہ لوگ اسی رنگ میں ذلیل ہوئے ہیں جس رنگ میں انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی اہانت اور ذلت کا ارادہ کیا ہے۔

الحکم نے اپنی کسی گذشتہ اشاعت میں ڈاکٹر عبد الحکیم خان مرتد کے متعلق بعض تحریریں شائع کی تھیں جن میں سے کسی ایک کا جواب بھی ڈاکٹر صاحب یا انکے مخلص دوست نہیں دے سکے۔

پہلے دورہ میں جو ڈاکٹر صاحب نے لاہور اور امرتسر کا کیا انہیں جو کامیابی ہوئی ہے وہ خود اور انکا دل جانتا ہے۔ دوبارہ پھر اسی مہینہ میں انہوں نے لاہور اور امرتسر کا دورہ کیا اور اس دفعہ **المسیح الدجال** نام ایک رسالہ بھی چھاپ کر فروخت کیا اور لاہور اور امرتسر میں لیکچر بھی دیئے۔ لیکچر کا مضمون کیا تھا؟ وہی جو انکے پیش رو اور امام عرصہ سے سناتے چلے آئے ہیں اور جن اعتراضوں میں سے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں ایک اعتراض بھی کیا تھا۔ کوئی نئی بات اور نیا اعتراض وہ پبلک کے سامنے پیش نہیں کر سکے البتہ **امرتسر** کے جلسہ کی تقریب پر انکے پیرو مرشد مولوی ثناء اللہ صاحب نے جو تقریر کی وہ اس قابل ہے کہ اسپر رائے زنی کی جاوے۔ اس تقریر کے پڑھ کر مولوی ثناء اللہ صاحب کی **قابلیت** اور **حدیث** دانی کا راز بالکل فاش ہو جاتا ہے اور انکی مولویت کی کیفیت طشت از بام۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی تقریر کا خلاصہ کہو یا لب لباب انکے اپنے ایڈیٹر انگ منشی محمد دین صاحب سیکرٹری انجمن اہلحدیث امرتسر نے یوں بیان کیا ہے۔

"آپ کے لیکچر کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب نے بیان کیا کہ مرزا صاحب کہا کرتے ہیں کہ میری نبوت کی منہاج نبوۃ پر جانچو۔ لیجئے ہم جانچتے ہیں۔ بخاری کی حدیث ہے کہ ہرقل شاہ روم نے کفار مکہ سے سوال کیا تھا کہ

ھل یرتد احد منھم سخطۃ لدینہ

یعنی کوئی شخص اس نبی (علیہ السلام) پر ایمان لا کر اسکے دین کو ناپسند سمجھ کر مرتد بھی ہوتا ہے؟ جواب ملا کہ نہیں بادشاہ نے کہا کہ یہی سنت نبیوں کی تھی کہ انکے اصحاب میں سے انپر ایمان لانے کے بعد انکے دین کو ناپسند سمجھ کر مرتد کوئی نہیں ہوتا تھا۔ پس جب ڈاکٹر صاحب مرزائی نبوت پر ایمان لاکر الگ ہوئے تو اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے الخ"

اس تقریر پر ناظرین غور کریں مولوی ثناء اللہ صاحب فضیلت کی دم کا اظہار کرتے کے جسقدر حریص ہیں اسکے اظہار کی تو حاجت نہیں اہلحدیث تو وہ خود اور انکا اخبار اسی نام سے موسوم ہے لیکن جو کچھ انہوں نے بیان کیا ہے اور جو نتیجہ انہوں نے نکالا ہے کیا وہ صحیح ہے؟

اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کا مذہب صحیح ہے کہ کبھی کوئی مرتد نہیں ہوا اور نبیوں کے سلسلہ میں ایسا نہیں ہوا تو پھر مولوی ثناء اللہ صاحب کے بیان کے موافق ماننا پڑیگا کہ معاذ اللہ ان میں کوئی نبی **راستباز** نہیں تھا اور سب کے سب جھوٹے تھے (العیاذ باللہ) کیونکہ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جسکے متبعین اور مریدین میں سے کوئی مرتد نہ ہوا ہو۔ ہاں اگر تاریخ صحیح کو مولوی ثناء اللہ دنیا سے گم کر دے۔ تو شاید اسے یہ کہنے کا موقع مل سکے مگر میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس صورت میں بھی وہ **ارتداد** کے سلسلے کی صحت کو نابود نہیں کر سکتا!

کیا آج جو لوگ **مرتد** ہوتے ہیں اور جن کو خود ثناء اللہ اپنی تحریر میں مرتد ٹھہراتا ہے جن میں بعض مولوی بھی اپنے آپ کو کہلاتے ہیں انکا ارتداد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا مبطل ہے؟ دہرم پال۔ عماد الدین۔ صفدر علی وغیرہ کے ارتداد کا کوئی اثر اسلام پر پڑ سکتا ہے؟ اگر نہیں پڑ سکتا اور یقیناً نہیں پڑ سکتا تو پھر یہ کیسی جہالت اور سفاہت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک شخص کے قطع تعلق کرنے پر جسکو خود اعلیٰ حضرت نے خارج **از جماعت** کیا ہے (!) اعتراض ہو۔ کیا ڈاکٹر الحکیم ... بار بار رونا نہیں روتا کہ مجھے خارج کیا جاتا ہے میں قریب آنا چاہتا ہوں مجھے دور پھینکا جاتا ہے۔ اس سے حضرت مسیح موعود کی سچائی پر اور بھی زبردست دلیل قائم ہوتی ہے۔ اور آپکا بالکل صاف اور دنیا کے مال و منال سے بے پروا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور خود ڈاکٹر عبد الحکیم خان کا بیان اسکی تکذیب کر رہا ہے۔

ایک طرف وہ اور اس کے حامی حضرت اقدس کو لالچی اور مال مردم خور بتاتے ہیں اور ڈاکٹر صاحب کو تین سو روپیہ سالانہ چندہ دینے والا ظاہر کرتے ہیں دوسری طرف ڈاکٹر صاحب نالاں ہیں کہ مجھے **جماعت سے خارج کیا جاتا ہے** اس لالچ کا کیا کہنا ہے؟ اگر مرزا صاحب ایسے ہی لالچی اور حب دنیا میں گرویدہ تھے تو انہیں تو ڈاکٹر صاحب کی تمیں لاکرے موالینا چاہیے تھا نہ کہ انہیں عضو ماؤف کیطرح کاٹ دینا۔ یہ ہے وہ سچائی کا زور جو مخالفوں کے منہ سے بھی کلمات حق کہلوا رہا ہے۔ اور ثابت کر رہا ہے کہ ایک آن اور لحظہ کے لئے بھی انہیں اس بات کی پروا نہیں ہو سکتی کہ دنیا اور اسکی دولت کیا معنی رکھتی ہے۔ اس صاف اور روشن دلیل کا جواب ڈاکٹر اور اسکے حامیوں کے پاس کچھ نہیں۔ **بہرحال**

مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ عجیب دعویٰ بیان کیا ہے جسکی دلیل بھی وہ کبھی بھی پیش نہیں کر سکے گا۔ اور بایں ہمہ یہ ہوگا کہ وہ **اسلام ہی سے دست بردار ہو جائے۔**

اسلئے کہ **ارتداد** کا سلسلہ کبھی کسی نبی کے زمانہ میں بند نہیں ہوا۔ اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا۔ کیا مولوی ثناء اللہ کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ عبد اللہ بن ابی سرح جو کاتب وحی تھا آخر مرتد ہو گیا تھا اور اس خبیث نے یہ خیال کیا تھا کہ وحی الٰہی کچھ چیز ہی نہیں معاذ اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے خیالات میں ایسا ہی ابن خطل۔ عبد اللہ بن جحش وغیرہ کیا مرتد نہیں ہوئے تھے؟

اور موسیٰ علیہ السلام اور حضرت مسیح علیہ السلام کے خدام میں سے بعض کا مرتد ہونا تو ایک ثابت شدہ بات ہے۔ پھر میں نہیں سمجھتا اس امرتسری فاضل نے یہ فضول بات کہاں سے بنائی کہ سنت انبیاء یہی ہے کہ انکے اتباع میں سے کوئی مرتد نہیں ہوا اگر ارتداد کا کبھی کوئی سلسلہ نہیں ہوا تو پھر امرتسری فاضل کا فرض ہے کہ مندرجہ بالا لوگوں کے متعلق ظاہر کرے آیا وہ مرتد ہوئے یا نہیں؟ اور کیا یہوداہ اسکریوطی نے مسیح کو گرفتار کرایا یا نہیں اور پطرس نے لعنت بھیجی یا نہیں اور ایسا ہی حضرت موسیٰ کی جماعت میں ارتداد ہوا یا نہیں؟

اور پھر وہ یہ بھی بتائے کہ قرآن مجید میں **مرتدین** کے متعلق احکام کیوں آئے ہیں؟ ذرا اسکی بھی کوئی وجہ موجہ بیان فرمائے۔ ثناء اللہ نے یہ ایسی بات کہی ہے جس سے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کی **نبوت** پر اعتراض وارد ہوتا ہے اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت بھی ہاتھ سے جاتی ہے کیونکہ اگر یہ فقرہ صحیح ہے کہ مرتد ہونے سے نبوت باطل ہو جاتی ہے تو پھر یہ سلسلہ ارتداد تو آجتک بھی قائم ہے آئے دن کوئی نہ کوئی عیسائی اور آریہ ہو جاتا ہے ابھی پچھلے دنوں دہرم پال مرتد آریہ نے بعض جبہ پوش مولویوں کے ارتداد کا اعلان دیا تھا۔

رہی ہرقل والی **حدیث** معلوم ہوتا ہے کہ مولوی ثناء اللہ کو حدیث دانی سے بالکل مس ہی نہیں اور وہ حدیث کے مفہوم اور صحیح معنوں سے محض ناواقف ہے اگر وہ اس حدیث کی اصل معنوں سے واقف ہوتا تو ایسی حماقت کا اعتراض نہ کرتا جس سے معاذ اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر اعتراض ہوتا میں اس مقام پر پہونچا تھا کہ میں نے ریویو آف ریلیجنز کا تازہ نمبر جولائی سنہ ۱۹۰۶ء کا پڑھا اسکے صفحہ ۲۰۷ پر فاضل اور واجب الاحترام ایڈیٹر نے اسی حدیث پر بحث کی ہے میں اس سے بہتر بحث نہیں کر سکتا اسلئے اس مقام پر وہ حصہ نقل کر ... ہرقل والی حدیث پر ہی اگر ... جاتا تو ہمارے علماء یہ ٹھوکر نہ کھاتے کہ ایک شخص کے ارتداد کو سلسلہ کے باطل ہونے کی دلیل بیان کرتے جس کو اگر دلیل مان لیا جائے تو نعوذ باللہ کل انبیاء علیہم السلام کا بطلان لازم آتا ہے۔ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ قال فھل یرتد احد منھم سخطۃ لدینہ بعد ان یدخل فیہ قلت لا۔ یعنی ہرقل نے ابوسفیان سے پوچھا کہ کیا نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرووں میں سے کوئی پورے طور پر دین میں داخل ہوکر پھر اس دین سے بیزار ہوکر پھر بھی جاتا ہے تو ابوسفیان نے جواب دیا کہ نہیں۔ اب قابل غور امر یہ ہے کہ سوال صرف یہ نہیں کہ کوئی مرتد ہوتا ہے کہ نہیں۔ کیونکہ اہل کتاب میں سے ہوکر ہرقل خوب جانتا تھا کہ ارتداد بھی ہر ایک الٰہی سلسلہ میں ہوتا ہے۔ چنانچہ یہ ممکن نہیں کہ باوجود اس علم کے جو اسی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے حال تھا اس بات کی وہ خبر نہ رکھتا ہو کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسےٰ کے پیرووں میں سے بھی بہت لوگ مرتد ہو گئے تھے پس ایسے علم کے ہوتے ہوئے ایسا سوال لغو تھا کہ وہ صرف یہ پوچھتا کہ کوئی شخص مرتد بھی ہوتا ہے کہ نہیں۔ اور حدیث کے الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اتنا سوال کیا ہی نہیں بلکہ اسکا سوال یہ تھا۔ **ھل یرتد احد منھم سخطۃ لدینہ بعد ان یدخل فیہ**۔ یعنی کوئی شخص کامل طور پر اس دین میں داخل ہوکر اس کے بعد پھر اس دین سے بیزار ہوکر مرتد ہوتا ہے یا نہیں۔ جسکا جواب ابوسفیان نے دیا کہ ایسا نہیں ہوتا۔ اب اس سوال میں دو باتیں غور طلب ہیں۔ اوّل یہ کہ ایک شخص پورے طور پر دین اسلام میں داخل ہو چکا ہو جس کے لئے الفاظ **بعد ان یدخل فیہ** آئے ہیں۔ اس کے معنے صرف داخل ہونے کے نہیں اور اگر ہمارے مولوی صاحبان نہ مانیں تو میں ہرقل کے الفاظ ہی جن میں اس نے ان الفاظ کی تشریح کی ہے پیش کروں گا۔ کیونکہ سوال و جواب کے بعد جب ہرقل نے استدلال شروع کیا تو اس سوال کے موقع پر پہنچکر وہ کہتا ہے۔

وسالتک ایرتد احد سخطۃ لدینہ بعد ان یدخل فیہ فذکرت ان لا وکذلک الایمان حین یخالط بشاشۃ القلوب۔ اب جگہ بعد ان **یدخل فیہ** کی ہرقل نے یہ تشریح کی ہے کہ **کذلک الایمان حین یخالط بشاشۃ القلوب**۔ یعنی ایمان جب بشاشت قلب کے ساتھ اختلاط پیدا کرے یا بالفاظ دیگر انسان کو شرح صدر عطا ہو جاوے۔ اور ایمان دل میں داخل ہو جائے تو پھر ارتداد نہیں ہوتا۔ اب خالی مان لینا تو ایسا بھی ہوتا ہے جیسا کہ قرآن شریف نے فرمایا۔ **قالت الاعراب اٰمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم** ایمان نہیں لائے ہاں یوں کہو کہ ہم نے اسلام اختیار کر لیا ہے اور ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا پس ایمان جب تک دل میں داخل نہ ہو اور شرح صدر عطا نہ ہو وہ کسی کام کا نہیں۔ اسی واسطے قرآن شریف یہ بھی فرماتا ہے **یایھا الذین اٰمنوا اٰمنوا باللہ و رسولہ** پس اس حدیث کا یہ مفہوم نہیں کہ کوئی شخص بھی مرتد نہیں ہوتا بلکہ ایسا شخص جس کے دل میں نور ایمان داخل ہو چکا ہے اور دل سے تمام تاریکیوں کو دور کر چکا ہے اور ایسے نبی کے متعلق انشراح صدر عطا ہو چکا ہے۔ وہ مرتد نہیں ہوتا۔"

یہ اس حدیث کا صحیح مفہوم ہے لیکن اسپر غور کرنے کی تکلیف کون برداشت کرے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب تو اعتراض کرنا جانتے ہیں انہیں اس سے بحث نہیں کہ وہ زد پڑتی کہاں ہے؟

اب ناظرین خود انصاف کریں کہ مولوی ثناء اللہ کی یہ تقریر کیسی لغو اور بیہودہ ہے اور مولوی کہلا کر اس شخص کو شرم نہیں آتی کہ میں کہتا ہوں میں دکھاؤنگا ان واقعات کی تردید امرتسری کیونکر کرتا ہے؟ اور پھر اگر ضرورت پڑی تو اسپر اور بھی کچھ لکھا جاوے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔ راقم

فضیلت جمعہ اور مچھیانوی لوی

[illegible] سرکار تمام جہان کے لوگوں اور نبیوں کے سردار حضرت پیغمبر بلکہ پیغمبر گر جس کے غلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل و بزرگتر ہیں) کی پیشگوئی لتتبعن [illegible] من قبلکم اور اعدوانی السبت میں [illegible] سرہ گئی تھی۔ اسے پورا کرنے کے تو اہیں ہمارے [illegible] دان کے فیض یافتہ۔ نمک خوار۔ دست پروردہ فاضل اجل مولوی مچھیانوی نے (جس نے بدقسمتی سے اس خاندان کو مرتد۔ ابن الاستاد کو منافق۔ اسکے ہونے کو نکمشتہ کہکر سعادت دارین حاصل کی) ابھی بہت کچھ حصہ لیا ہے۔ چنانچہ اس صدی کے چڑھنے میں ابھی ایک سال باقی تھا کہ مجدد اعظم کی ضرورت کے اثبات کے لئے آپ نے یہ فتویٰ دیا۔

"شخصے کہ حنفی بود و جمعہ در دیہات صغیرہ و کبیرہ [illegible] بدون سلطان مسلم فرض گوید مخالفت کتاب مجید و حدیث حمید و اجماع مرید کند بعید از رحمت رب شقی و سعید خواہد شد"

اس فتوے پر کہاں تک عمل کیا گیا اور یہ کتاب کس نظر اور کس وقعت سے دیکھی گئی۔ اس کا جواب خود امت محمدیہ بلکہ امت حنفیہ کا اکثر حصہ [illegible] ہے کہ وہ جمعہ پڑھتے ہیں [illegible] لطف یہ کہ مولوی [illegible] کے فتوے کے برخلاف احتیاطی بھی نہیں چھوڑتے بس مجھ کو کسی ضرورت نہ تھی کہ میں اس رسالہ کی تنقید کرتا جس پر مولف کو بڑا ناز ہے گویا عمر بھر کا [illegible] اسی میں جمع کر دیا لیکن پھر بھی میرا فرض ہے کہ [illegible] کے موافق اپنے خاندان کے تلمیذ کو اسکی غلطی پر متنبہ کر دوں [illegible] مخفی۔ اور نیز پبلک لوالت آمیز تقاریر کو لا جواب نہ سمجھیں۔ کیونکہ [illegible] غیر متعلق امر کی نسبت باتیں کرنا کسی علمیت کی دلیل نہیں۔ رسالہ ہے جمعہ کا اور سنانے لگ جاتے ہیں صرف نحو کے مسئلے اور ان حروف کی بحث جن کا اس سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ اہل علم کے نزدیک تو ایسی بے اصول تحریریں قابل جواب ہی نہیں ہوتیں۔ مگر العلم الحجاب الاکبر کے مضمون کو واضح کرنے کے لئے نہایت نیک نیتی اور دلی خلوص کیساتھ ایک مضمون لکھتے ہیں۔ جو اس رسالہ کے مضمون سے قطع نظر کرکے بھی مفید عام ہو سکتا ہے۔ ہاں ہم یہ مضمون شروع کرنے سے پہلے مولوی مذکور کو ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ وہ بے شک بلا تامل اپنا پورا زور علمی دکھا کر اس کا جواب لکھیں۔ مگر انشاء اللہ میں محض خدا تعالیٰ کے فضل پر امید رکھکر کہہ سکتا ہوں کہ جیسے کھلی [illegible] کی دندان شکن تحریر کا جواب تاحال اس سے سوائے دو چار سطر دشنام آمیز کے (جو الحکم کے کالموں میں چھپ چکی ہیں) نہیں ہو سکا۔ ایسا ہی اسکا جواب بھی نہیں ہوگا۔ اور کیونکر ہو سکے۔

اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔

دیہات کے جہال کو ایسا کہ مفسدہ انگیزی اور تکلیف پہنچانا ایک [illegible] اور علم کے رو سے جواب دینا دوسری شان دیکھئے مولوی مچھیانوی کونسی شق کو اختیار کرتا ہے۔ ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ۔

علماء حنفیہ نے وجوب جمعہ اور روزے جمعہ کی بارہ شرطیں لکھی ہیں جو یہ ہیں۔

شرائط برائے وجوب جمعہ۔ حریت۔ اقامت ذکورت صحت۔ قدرت۔ بینائی۔
اذن عام۔ خطبہ۔ حاکم۔ مصر۔ ظہر۔ جماعت

فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۞ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۞

(۱) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو ایک عام خطاب ہے۔ دیہاتی مصری سب مسلمان شامل ہیں۔

(۲) نُودِيَ سے اذن عام۔ باشارۃ نص ثابت ہے۔ اذان کا سننا ضروری نہیں۔ کیونکہ دن ڈھلنے پر یوں ہی ندائے ربانی ہو جاتی ہے۔ کہ جمعہ کا وقت ہوگیا۔

(۳) فَاسْعَوْا سے "بعبارۃ نص" جماعت کی شرط نکلتی ہے۔ اور اسمیں امر بالسعی دلالت کرتا ہے کو سعی کی قدرت [illegible] عام ہے۔ پس جمعہ پڑھنے جائے مصری ہو یا قروی سلطنت اسلامی ہو یا غیر اسلامی۔ ہاں عورت۔ غلام۔ مسافر۔ لڑکا۔ مجنون سعی سے مستثنیٰ ہو سکتے ہیں۔ پس عقل نے اس سے وہی مخصوص کئے جو بہ عذر ستر۔ رق۔ صغر۔ جنون۔ مرض۔ سفر سعی الی الجمعہ نہیں کر سکتے۔ دیہاتی کو معذور جاننا اور مصری ہی کو مخصوص بہ خطاب کرنا بے عقلی ہے نہ کہ عقل۔ یہ آیت مجمل نہیں بن سکتی یا نوجہ کہ مجمل وہ ہے جس کی مراد مخفی ہو بسبب غرابت و عدم علم معنے مراد "بدون معنی لغوی" و اشتراک لفظ در معانی چند۔ یہاں سعی کے معنے میں جانا نہ کہ دوڑنا جو حدیث سے ثابت ہے اور مامور بالسعی یہی الذین آمنوا مذکور ہیں جب کی تخصیص بحکم لا يكلف الله نفسا الا وسعها ہو چکی ہے یعنی مریض۔ عورت۔ مسافر۔ غلام۔ یہی واجب نہیں حاضر ہونے تو ان پر بھی جمعہ فرض ہے نیز آیات قرآن کو ان کے حق میں "کتابا مفصلا" "فصلت آیاتہ" آچکا ہے۔ مجمل کہنا خلاف قرآن ہے۔ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ۔ کتاب مبین تبیانا لکل شئ۔ اجمال سے خالی ہونے پر نص ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی۔ تو ساتھ ہی ایک مشاہدہ بھی ہوتا جس سے مایوحی کے معنی خوب کھل جاتے ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ کے یہی معنے ہیں پھر حضور انور صلعم اس کیفیت کو صحابہ کے سامنے بذریعہ عمل واضح کر دیتے تھے۔ چنانچہ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ کے معنے بذریعہ تعامل آج تک متواتر چلے آتے ہیں ان میں کوئی خفا نہیں رہا جمعہ کی کیفیت ادا [illegible] بھی حضور صلعم سے بذریعہ تعامل آج تک تواتر سے واضح اور مبین ہے اجمال کیسا؟ بس بحکم إِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ جیسے قرآن کریم الی یوم القیمہ محفوظ ہے ایسے ہی قرآن کا بیان سنت سول بھی الی یوم الآخر قائم دائم ہے یعنی بذریعہ تعامل خیر الامم سنت النبی ظاہر و باہر ہے۔ حتے کہ کتب الحدیث بھی صرف معین السنۃ ہیں نہ کہ عین السنۃ جس زمانے میں یہ کتابیں تصنیف نہ ہوئی تھیں۔ [illegible] احکام قرآنی پر عمل ہوا کرتا تھا۔ یعنی روایات قولی مرویات کے اصول [illegible] اور معتمد علیہا بھی وہی ہیں۔ تعامل الخلفاء والناس کے برخلاف [illegible] روایات کا کوئی اعتبار نہیں۔

غرض شرائط جمعہ وہی معتبر ہیں جن پر تعامل ہے۔ اگر [illegible] اور سلطان کی شرط کا تعامل ہوتا۔ تو عیدین و جمعہ کی اقامت کفار کے ملک میں ہرگز جائز نہ ہوتی۔ حالانکہ آج تک مسلمان پڑھتے ہیں اور دیہات کے اہل اسلام گو جاہل و غافل ہیں پھر بھی عیدین تو ضرور پڑھتے ہیں اور جمعہ کا پڑھنا بھی افضل عمل جانتے ہیں۔ شرائط کا ذکر صرف زبانی اور ملانوں کی کتابوں میں ہے۔

(۴) ذکر اللہ سے مراد نماز ہے (ولذکر اللہ اکبر) اور خطبہ کی شرط بدلالت نص ثابت ہوا اور ذکر اللہ سے ذاکر گویا تقضاءً[1] سمجھا جاتا ہے لیکن ذاکر کی تخصیص ولایت عامہ اور سلطنت سے ہرگز اقتضاءً نہیں سمجھی جاتی۔ کیونکہ اگر جماعت کے لئے ولایت عامہ شرط ہوتی تو وارکعوا مع الراکعین کے ساتھ بھی سلطان کا ہونا لازم ہوتا[2]۔ فالذکر لا یفتقر الی الذاکر السلطان او النائب لا شرعا ولا عقلا ولا عرفا +

غایت مافی الباب خوف تو آں فتنہ و فساد جہاں غالب ہو وہاں عذر ترک سعی بن سکتا ہے اگر یہ خوف بفضلہ تعالےٰ اس ملک میں کہیں نہیں جیسی مشاہدہ و تجربہ شاہد ہے۔ نیز یہ آیت مطلق وجوب جمعہ کی مقتضی ہے اور ذکر اللہ سے اقتضاءً قید سلطان مسلم ثابت ہونا مان لیں تو ہم سلطان مسلم کی عدم موجودگی کی صورت میں "موجب عبارۃ نص" پر عمل کرینگے کیونکہ علم الاصول میں مقرر ہے کہ معارضہ کے وقت عبارۃ نص اقتضاء نص سے اقوی ہے اور اسمیں نسخ نہیں بلکہ حسب اقتضاء وقت ایسی کارروائی کرنے کی اجازت ہے پھر اس حدیث پر غور کرنا چاہئے جو ابن ماجہ نے روایت کی حدثنا محمد بن عبداللہ [illegible] ان اللہ افترض علیکم الجمعۃ فی مقامی ھذا فی یومی ھذا فی شھری ھذا من عامی ھذا۔ فمن ترکھا فی حیاتی او بعدی ولہ امام عادل او جائر استخفافا او جحودا لھا فلا جمع اللہ شملہ ولا بارک فی امرہ الا ولا صلوۃ لہ ولا زکوۃ لہ۔

اللہ اکبر کتنے پرزور الفاظ میں نبی کریم صلعم نے جمعہ کی تاکید فرمائی کہ جس شخص نے جمعہ ترک کیا اسکے کاروبار میں کبھی برکت نہ ہوگی۔ اور اس کی نماز و زکوٰۃ بھی منظور نہیں۔ استغفر اللہ امت مرحومہ کا کیا حال ہوگا؟۔

صرف ولہ امام عادل کا حکم عذر رہ گیا تھا۔ وہ بھی جاتا رہا کیونکہ اب تو امام الحکم العادل بھی نزول فرما چکا اچھی طرح سوچو اس حدیث سے صرف یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر امام عادل یا شر جو منتظم یا رافع فساد ہے۔ نہ ہو اور خوف فساد ہو تو عذر ترک جمعہ بن سکتا ہے پس اگر کوئی خوف نہ ہو تو جمعہ کے چھوڑنے پر وعید لازم ہے۔ اور اگر امام سے مراد پیش نماز ہو (اور یہی ہے) تو مطلب صاف ہے یعنی اگر کوئی جمعہ کو باوجود ہونے کسی امام کے نیک یا بد (صرف مومن اور پیشوائی نماز کا مستحق ہو) ترک کرے تو وہ بھی سزا کا مستحق ہے اور باوجود ان لینے اس شرط کے اکثر فقہاء نے لکھا ہے کہ جس ملک میں کفار کی حکومت ہو اسمیں لوگوں کا اجماع ایک شخص پر واسطے امامت جمعہ کے جائز ہے چنانچہ عالمگیریہ میں ہے۔

بلاد علیھا ولاۃ کفار یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ الخ

اور ان مرطیات میں جعلی قیدیں بڑھانا صرف خودغرضی ہے [illegible] ذکر مسئلہ فقہ۔ اور روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے لوگوں کو جمعہ پڑھایا بحالیکہ عثمان علیہ السلام محصور تھے۔ اس سے بھی ثابت ہے کہ سلطان کی شرط کوئی نہیں ورنہ بلا حضور یا بغیر اذن عثمانی کے جمعہ جائز نہ ہوتا۔ اور یہ جو لکھتے ہیں۔ اذن لے لیا ہوگا۔ یہ جملہ شکیہ ایک خیالی بات ہے۔ اور حدیث ابن عباس مرفوعا اربع الی الولاۃ وذکر منھا الجمعۃ و الحدود کا جواب سنئے۔

[1] یعنی ہر ذکر کے لئے ذاکر کی ضرورت ہے ۱۲

[2] [illegible] کا جواب دیتے ہیں۔ خوف فساد نہیں وجوب [illegible] جب خوف فساد کیا کبھی جمعہ پر عام جماعت [illegible] وہ [illegible] اگر شاذ و نادر بھی ہو تو تم یہ [illegible] [illegible] بھی چھوڑ دو گے؟ ۱۲

شرح وقایہ اور دیمیں ابن عباس، ابن زبیر، ابن مسعود سے مروی ہے کہ حدود۔ صدقات۔ جمعات غنیمت حاکموں کے سپرد ہیں اسکی غرض یہی ہے کہ ان چاروں کو حاکم کرے یہ نہیں کہ بغیر والی شہر ادا کرنے ممکن ہوں تو غیر مشروع ہیں بھلا یہ درست ہے تو صدقات یعنی زکوٰۃ۔ عشر۔ صدقہ نظر وغیرہ بھی نامشروع ہو جاتے پس والی کوئی نہ ہو تو لوگ جمع ہو کر بطور اجماع عید۔ جمعہ قایم کریں اسمیں کیا حرج ہے اس حدیث کی غرض صرف یہ ہے کہ یہ چاروں امر ولاۃ پر فرض ہیں یہ نہیں کہ بدون ان کے ناجائز ہیں ہاں چونکہ حدود قایم کرنے اور غنیمت کرنے سے بغیر بادشاہ مسلم کے فساد ہوتا ہے بلکہ ایسا کرنا ناممکن ہے اس لئے واللہ لا یحب الفساد[1] کے واسطے منع ہیں نہ کہ اس حدیث کے واسطے۔

(۵) اور ذروا البیع[1] کے لفظ سے جبکہ مطلق تور غل مراد ہوں۔ تو پھر اس سے "مصر" اشارۃً کیسے سمجھا جاتا ہے فرض کیا کہ بیع جو منہی عنہ ہے وہ امصار میں پائی جاتی ہے ... ی یہ سمجھا گیا کہ مصر کے ساکنین بیع کو ضرور چھوڑ کر حاضر جمعہ ہوں۔ مگر تمام لوگ فاسعوا کے امر سے کس طرح باہر نکل سکتے ہیں۔ یعنی امر بذر و منع جب بیع سے مخصص ہوا اور وہ مصر کی مقتضی ہو۔ تو امر فاسعوا الی ذکر اللہ اور جمعہ کا ادا کرنا صرف مصریوں سے کس طرح خاص ہو گیا!

چونکہ یہ حکم جمعہ کا عام ہے اور سب لوگوں کو اس پر عمل کرنا ضروری ہے مگر عورت غلام۔ مریض مسافر کے مستثنیٰ ہونے سے احتمال تھا کہ بازار کے لوگ بھی شاید بیع و شرا کے ضروری کام کو عذر نہ بنا بیٹھیں۔ اسلئے فرمایا گیا کہ بیع کو چھوڑ دو۔ اول تو اقتضاء عرف دو محل بیع کا ثابت ہوتا ہے جو اکثر بعض ایسے قریات میں ہی ہوتا ہے جہاں کسی خاص شئے کی عبادت ہوتی ہے جیسے نیل۔ اشجار۔ صابون۔ چونہ وغیرہ (اور یوں بھی کونسا گاؤں بیع و شراء سے خالی ہے) اور محل بیع قید ہے ذروا کی۔ پس یہ معنے ہوئے کہ جب جمعہ کا وقت آجائے تو محل بیع کو چھوڑ دو۔ اور طاعت کے واسطے ثابت ہوا۔ کہ بیع چھوڑنے کا امر صرف محال بیع سے مختص ہے نہ یہ کہ جمعہ کا ادا مشروط بمقامات بیع ہے۔ الغرض مصر قید اقتضائی وذر بیع ہے۔ نہ کہ ادا جمعہ کی۔ ورنہ لازم آئیگا کہ مصر میں بھی وہی جمعہ پڑھیں جو بیع کر رہے ہوں اور حدیث لا جمعۃ ولا تشریق ولا فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع کی نسبت امام نووی رحمہ نے فرمایا ہے۔ متفق علیہ ضعفہ (اسکے ضعف پر

سب کا اتفاق ہے)۔ بیہقی نے کہا کہ اس مضمون کی کوئی بھی حدیث صحیح نہیں آئی۔ اور ابن حزم نے محلی میں اس حدیث کو صحیح کہا مگر موقوفاً عن علی نہ مسنداً مرفوعاً جو مسند مرفوع بتائی گئی ہے وہ ضعیف ہے۔ پس اگر یہ قول علی یقیناً ثابت ہو جائے تو بھی مخل مقصود نہیں۔ کیونکہ اجتہادیات میں قول صحابی حجت نہیں ہوتا خصوصاً جبکہ اور صحابہ اسکے خلاف ہوں بیہقی نے۔ لیث بن سعد سے روایت کیا کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے حکم کے مطابق عامہ قرٰی مصر میں وہ لوگ جو دریائے نیل کے کنارے چھوٹے چھوٹے قریات میں سکونت رکھتے تھے جمعہ پڑھتے تھے اور عبد الرزاق نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے۔ کہ وہ حرمین شریفین کے درمیان لوگوں کو دیکھتے کہ اپنے اپنے پانی کے جوہڑوں پر جمعہ پڑھتے ہیں تو وہ منع نہ کرتے تھے۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر سے روایت کی ہے کہ بحرین والوں کو آپ نے حکم بھیجا تھا کہ تم جہاں ہو جمعہ پڑھ لیا کرو۔ پس قول علی رضی اللہ عنہ کی یہ تاویل ہے کہ جمعہ و عید کامل نہیں ہوتے جب تک مصر جامع نہ ہو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ وہاں جماعت کثیر ہوتی ہے جس کا ثواب اور اشاعت احکام مبینہ فی الخطبہ زیادہ ہوتی ہے۔ اور اگر بالفرض یہی حدیث مسند مرفوع ہے۔ جب بھی تاویل ہو سکتی ہے جیسے لا ایمان لمن لا امانۃ لہ حالانکہ امانت رکن ایمان نہیں۔ ایسے الفاظ فضائل میں بھی آئے ہیں۔ اور اگر اس شرط مصر جامع کا استنباط آیت سے حضرت علیؓ نے کیا تو اور بھی بہتر ہے بالخصوص جبکہ بعض علماء نے بھی یہی کہا ہے کہ مصر کی شرط وذروا البیع سے مستفاد ہوتی ہے پس یہ مسئلہ اجتہادی ہوا۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ پہلا جمعہ جو بعد اس جمعہ کے جو مسجد ... گیا۔ وکیع کہتا ہے کہ جواثا گاؤں ہے چنانچہ قسطلانی کا قول ہے کہ پہلے گاؤں تھا بعد اس کے مصر بنا اور یہی حق ہے۔ اور ابن ماجہ میں ہے کہ عبد الرحمٰن بن کعب سے روایت ہے کہ اس کے باپ کعب بن مالک نے کہا کہ حرہ بنی بیاضہ میں سعد بن زرارہ نے پہلا جمعہ پڑھایا۔ اس سے سلطان مسلم اور مصر کی شرطیں غیر واجب معلوم ہوتی ہیں کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے اول یہ جمعہ قایم ہوا تھا۔ نہ وہاں سلطنت اسلامی تھی نہ حرہ بنی بیاضہ مصر تھا۔ وہاں صرف چالیس آدمی تھے جو جمعہ میں حاضر ہوئے اور قسطلانی بخاری میں قول عطاء تابعی اذا کنت فی قریۃ جامعۃ الخ شرطیت مصر کو ثابت نہیں کرتا۔ کیونکہ اول تو یہ قول ہے حدیث نہیں بلکہ تفسیر اجتہادی ہو تو ہو۔ دوم اس سے تو صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر آدمی جمعہ والی بستی میں حاضر

ہو تو جمعہ ادا کرنا واجب ہے یہ نہیں کہ قریہ جامعہ نہ ہو تو نہیں فرض۔ یہ مفہوم دلیل ما تا حنفیہ کے اصول کے خلاف ہے اور نیز قریہ جامعہ سے اصل مطلب یہی ہے کہ جسمیں جماعت مشروطہ موجود ہو۔ چنانچہ سب تعاریف مصر پر یکجائی نظر کرنے سے یہی ثابت ہوتا ہے اور نیز قسطلانی میں حدیث آئی ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ لوگ عوالی سے نوبت بنوبت جمعہ مدینہ میں پڑھنے آتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کو فرض جانتے تھے مگر مدینہ میں زیارت شریفہ رسالت پناہ صلعم کو باری باری آتے تھے کسی اور دن بھی تو زیارت ہو سکتی تھی۔ یوں اس لئے کرتے کہ فرض جمعہ بھی ادا ہو جائے اور ثواب زیارت بھی پالیں۔ جمعہ نہ آتے تھے ان کا وہاں جمعہ نہ پڑھنا ثابت نہیں۔ بلکہ بوجود جماعت مفروضہ پڑھ لیتے تھے۔ اور انس کا کبھی جمعہ پڑھنا کبھی نہ پڑھنا (جب وہ اپنے قصر میں بصرہ سے دور رہتے تھے) اسلئے تھا کہ جماعت مل گئی تو پڑھ لیا ورنہ نہ پڑھتے۔ کیونکہ اکیلے پر تو جمعہ واجب نہیں اور موطا محمد میں جو روایت ہے کہ ابی عبید نے کہا کہ میں عثمان بن عفان کے ساتھ عید میں حاضر ہوا انہوں نے نماز عید پڑھ کر خطبہ پڑھا اور کہا کہ اس دن دو عیدیں (عید و جمعہ) ہیں پس اہل عالیہ میں سے جو چاہے انتظار کرے اور جو چاہے لوٹ جائے اس سے جمعہ کا فرض نہ ہونا (گاؤں والوں پر) ثابت نہیں ہوتا۔ صرف جانے کی اجازت ہے کہ خواہ گھر جا کر پڑھیں خواہ یہاں ہی پڑھ لیں اور اس رخصت سے یہ سمجھنا کہ ان پر جمعہ فرض نہیں تھا شخصی رائے ہے۔ نیز جمعہ عید والے دن جمعہ تو سب پر (مصری ہوں یا دیہاتی) فرض نہیں رہتا۔ جیساکہ حدیث صحیح سے ثابت ہے۔ اور صحیح بخاری باب القریٰ والمدینہ ... ہیں اسکے ساتھ تھا۔ ... وادی القریٰ (مدینہ کے اعمال سے ایک گاؤں) میں کیا آپ جائز سمجھتے ہیں کہ میں جمعہ پڑھ لیا کروں۔ اور یہ رزیق اس زمین پر زراعت کر رہا تھا جسمیں ایک جماعت سوڈان وغیرہ کی تھی۔ اس کا جواب ابن شہاب نے لکھا۔ اور اسکے پڑھنے سے میں سن رہا تھا۔ کہ وہ اس رقیمہ میں ایسے فرمان کرتا ہے کہ جمعہ پڑھ لیا کرے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شہر سے باہر جمعہ جائز ہے کیونکہ وہ زمین زراعت ایلہ سے باہر تھی جسمیں صرف حبشی زمیندار رہتے تھے۔ یعنی وہ گاؤں تھا۔ اگر فقہاء حنفیہ

کی یہ شرط مصر مان لی جائے۔ تو ... ہے جیسا اکثر فقہاء کا فتویٰ ہے۔ کہ ما لا یسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین بہا (درر) یعنی جس موضع کی ایسی حیثیت ہو کہ اسکی بڑے سے بڑی مسجد میں اسکے وہ باشندے نہ سما سکیں جن پر جمعہ فرض ہے۔ شامی میں ہے کہ ابو شجاع نے اسے احسن فرمایا اور الولوالجیہ میں ہے کہ یہ صحیح ہے اور تحفہ ذخایہ۔ متن درمختار اور اسکی شرح میں اسے دوسرے قول پر مقدم کیا گیا ہے جس سے اسکی ترجیح ظاہر ہے۔ اور صدر الشریعۃ نے دوسری تعریف[1] کے ضعف کی دلیل یہ فرمائی ہے کہ احکام شرع خصوصاً اقامت حدود میں سستی پڑ گئی ہے اور طحطاوی میں ہے کہ یہ احسن ہے اور اسپر برہان الشریعہ نے اعتماد کیا اور رازی نے فرمایا ہے کہ مراد اکبر مساجد سے یہ ہے کہ جو مسجدیں صلوات خمسہ کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ ان سے وہ بڑی ہو اور عادت وہ ایسی مسجد ہو نہ کہ عیدگاہ اور مسجدیں پانچ۔ دس۔ گیارہ ہوں۔ اور وہ ان سے بڑی ہو۔ غرض حیثیت قریہ ہے ورنہ یوں تو قری صغیرہ ایسی مسجد کے بنانے سے مصر بن جاتے ہیں اور بلاد عظیمہ ایسی مسجد کے نہ ہونے سے قریٰ نہ ہو رہے جا سکتے ہیں۔ اور ما لا یسع اکبر مساجدہ میں سکک اور اسواق کی قید بڑھانی جعلی ہے اس پر کسی نے تصریح نہیں کی اور جامع الرموز میں قہستانی نے فرمایا ہے "ما لا یسع من موضع" اور صدر الشریعۃ نے دوسری تعریف کی تزییف کر دی ہے کہ یہ جامع نہیں ان امصار کو جو باتفاق ... مصر ہیں اسلئے یہی تعریف (ما لا ...) ... ہے لینا چاہیے اور فصلیں مختلف مگر بازار و تجارت والے موضع کو جنس ٹھہرانا ان کا من گھڑت مسئلہ ہے اسکی تصریح کسی مجتہد یا محقق نے نہیں فرمائی ایسے لوگوں کی غرض صرف یہی ہے کہ جمعہ دیہات میں قایم نہ کیا جائے کبھی مانتے ہیں کہ قریہ کا لفظ بڑے بڑے شہروں پر بھی بولا گیا ہے۔ چنانچہ اصحاب القریۃ سے انطاکیہ اور من القریتین عظیم سے مکہ و طائف مراد ہیں اور کبھی فرماتے ہیں کہ مصر کی تعریف میں قریہ کیونکر آسکتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی اقرار ہے کہ یہ تعریفین لفظی ہیں بھلا صاحب! جب تعریفین لفظی ہیں تو ہر فقیہ کا اپنا اپنا معرف کیوں جدا ہے پس ثابت ہوا کہ مصر یعنی قریہ جامعہ کی تعریفین حنفیہ بحسب الاسم ہیں پھر امور اصطلاحیہ میں ... ممالقہ

---

[1] بیع کا لفظ صرف ... اختیار کیا گیا ہے کہ دنیا میں جو کام انسان کرتا ہے اس میں ایک تجارت تھا اور ... اسی کا نام بیع ہے۔ ۱۲

[1] حاکم ایلہ منجانب عمر بن عبد العزیز ۱۲۔ [2] امام زہری۔ [3] ظاہر ہے کہ امیر رزیق حضرت ابن شہاب سے زمین زراعت میں جمعہ قایم کرنے کی بابت مسئلہ پوچھتا تھا اپنے ... کی بابت سوال کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ بلدہ تھا۔ ۱۲

[1] جس میں امیر۔ قاضی۔ اور تنفیذ احکام و اقامت حدود کی شرط ہے۔ ۱۲

کسی نے اپنی تحقیق سے مصر کی تعریف کچھ کی اور کسی نے کچھ۔ اگر ایک کی تعریف دوسرے کے نزدیک جامع مانع نہیں تو کیا مضائقہ ہے نظر برین وجوہات موضع سب کے نزدیک جنس متحد بنایا جاوے اور باقی قیود کو فصل ٹھیرا یا جائے۔ تو بہتر ہے مخفی نرہے کہ وذروا البیع میں اشارہ ہے جمعہ کے لئے وقت ظہر کا۔ کیونکہ اسوقت بیع کا زور ہوتا ہے خصوصاً قافلے سوداگروں کے بھی اسی وقت آیا کرتے۔

(۶) فانتشروا میں احتیاطی کا رد ہے کیونکہ امر انتشار وقت ادا و نماز جمعہ نص ہے اس بات پر۔ نیز احتیاطی کی روایت امام اعظم اور صاحبین سے مروی ہے نہیں۔ صرف بعض متاخرین نے فتویٰ دیا ہے وہ بھی مرجوح کیونکہ درمختار میں ہے

قد افتیت مرارا [illegible]

یعنی میں نے ۔۔ کئی دفعہ لوجہ خوف اعتقاد عدم فرضیت کا الزام مذہب [illegible] پر لگاتے ہیں۔ بے شک۔ شک اور اشتباہ کا دور کرنا جائز ہے بلکہ بعض صور میں ضروری بھی ہے بشرطیکہ صو[illegible] رفع شک [illegible] بالمصو[illegible] نہ ہو اور یہاں [illegible] کے لئے) پڑھی جائے [illegible] عام لوگوں میں شائع [illegible] نہیں رہنا۔ یعنی احتیاطی [illegible]

کا فرض فرض ہے نہ [illegible] احتیاطی کے ادا کرنے میں ایک بڑا سوء ظن [illegible] شریف پر ہوتا ہے

قال اللہ تعالےٰ نبیا نا لکل شئی۔ کتاب مبین۔ ثم ان علینا بیانہ۔ یعنی ہم پر ضروری ہے [illegible] کا۔ اور تبیان میں مبالغہ ہے کہ قرآن ہر [illegible] مگر احتیاطی کی بنا امر مبہم ہی رہا۔ بات صاف نہیں ملا۔ کہ جمعہ کس کس مقام میں فرض ہے اور سلطان مسلم کے حضور یا اذن سے مشروط ہے۔ یا نہیں۔ اسلئے ظہر احتیاطی کا پڑھنا اور پھر جماعات میں پڑھنا ایک ایمانی حصہ کو ضائع کرنا ہے۔ اعاذنا اللہ من ذلک واللہ یھدینا الی سواء السبیل

وھو نعم المولیٰ ونعم الوکیل

اخیر میں۔ مکرر چیلنج کیا جاتا ہے کہ اپنا پورا زور علمی دکھا کر اور جس سے مدد لینی ہو۔ لیکر جواب لکھو۔

محمد ظہور الدین اکمل

گولیکے ضلع گجرات پنجاب

مخدوم الملۃ کی ایک تحریر

حضرت مخدوم الملۃ [illegible] عبدالکریم صاحب شہید مرحوم کی سیرۃ اور تالیف لکھنے کے کام سے میں فارغ یا بے فکر نہیں ہوا اسکے لئے مٹیریل کی تلاش کر رہا ہوں اور جسوقت میں اسے اس قابل پاتا ہوں شروع کروں گا اس پاک سیرۃ کے مقدمہ میں جن امور پر میں بحث کرنی چاہتا ہوں انکا مواد بحمد اللہ میں نے جمع کر لیا ہے۔ یا کم از کم اس کے نوٹ ترتیب دئیے ہیں۔ اسی خیال سے میں آپ کی بعض تحریروں پر نظر کرتا تھا کہ ان میں ایک مختصر سا نوٹ اس مضمون پر کہ صحابہ کے چال چلن سے ہم کیا سبق لے سکتے ہیں۔؟ ملا مین نے مناسب سمجھا کہ الحکم کے ذریعہ اپنے بھائیوں کو پہونچا دوں۔ اس تقریب سے مولانا ممدوح کی یاد تازہ ہو جائیگی اور ہمیں موقع ملیگا کہ اپنے محسن مخدوم کے لئے ترقی مدارج کی دعا کریں۔ یہہ مضمون اچھوتا اور نیا ہے۔ اور اس سے پہلے کبھی شائع نہیں ہوا۔ برادرم محمد اسماعیل صاحب مولوی صاحب ممدوح کے پھوپھی زاد بھائی خاص شکریہ کے مستحق ہیں جنکی سعی سے مجھے یہہ بیش قیمت نوٹ ملا جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ (ایڈیٹر)

صحابہ کی چال چلن سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

خدا ہے۔ وہ قادر مطلق ہے۔ واقعی یفعل اللہ ما یشاء اور یحکم ما یرید اسکی صفت ہے اور اوس کا دعوےٰ کہ وما کان اللہ لیعجزہ من شئ فے السموات ولا فی الارض انہ کان علیما قدیرا۔ جو کچھ اوس نے ازل سے ارادہ کیا تھا کر دیا اور جو کچھ قرآن میں اوس نے وعدے کئے۔ اور جن لوگوں کے حق میں کئے اور اون وعدوں کے مصداقوں کے جو جو نشان قایم کئے ان لوگوں کے حق میں عین وقتوں پر بلا کم و کاست پورے کئے اور جو وعیدات تہدیدات شدیدہ جو اسکی قاہریت اور قدرت اور علم پر دلالت کرتی تھیں۔ وہ اون کے حق میں پوری کیں جو ان کے مستوجب تھے منافق۔ فاسق۔ کافر مشرک۔ ظالم۔ معتدی۔ قاسط اسی طرح ذلیل اور تباہ اور بے نام و بے نشان۔ بے ننگ اور سرنگوں ہوئے۔ اُن کی کارروائیاں باطل ہوئیں۔ اون کے اعمال حبط ہوئے۔ اُن کی کوئی کوشش

ہی کارگر نہ ہوئی سادہ وہ ہزار حسرت و ارمان دل میں لیکر اس جہان سے ناپید ہو گئے۔ کچھ آنحضرت کے وقت میں کہ موجب وعید کے نابود ہو گئے۔ اور کچھ بعد میں اور خدا تعالےٰ کے علم اور قدرت نے ایک ہی نہ چھوڑا جو وعید کے وقت علم الٰہی میں معہود تھے۔ اور یہ سبق ملتا ہے کہ خدا کا ایک نظام ہے جسکے اصول و قواعد منضبط اور مقرر ہیں۔ اور اسباب و سبب اور علت و معلول کا سلسلہ درست ہے۔ اور ان میں حکیمانہ ربط اور نظام ہے۔ جیسے قانون قدرت میں ایک نظام ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جسکی وجہ سے کوششیں نتیجہ دیتیں اور اعمال مناسب نتائج سے بہرہ ور ہوتے ہیں اسی طرح قرآن میں بھی ایک نظام ہے جیسے کذلک نجزی المحسنین اور کذلک نجزی کل کفور نے ایک دائمی اور غیر متبدل قانون کی شکل میں پیش کیا ہے۔ جو شخص ویسے اعمال خیر کرے وہ بحسب استعداد فطرت ان انعامات کا مورد ہوتا اور جو ویسے اعمال شر کرے۔ وہ وعید الٰہی کا مستوجب ہوتا ہے۔ اس سے ہمیشہ کے لئے ایک واقعی امید و بیم کی راہ کھلتی ہے۔ اور خدا کے وعد و وعید کا ایک ہیئت اور نظام اور منضبط قاعدہ نظر آتا ہے۔ اور صحابہ کے چال چلن سے ہمیں سبق ملتا ہے۔ کہ ہمیں خدا کی ہستی پر ایمان اور اوس کے صفات کاملہ پر ایمان۔ کہ [illegible] رئیس اور اُن اعمال خیر کی اقتداء اور دعا کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ اسلئے کہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ جتنے اس نے وعدے کئے تھے مومنوں کے حق میں اُن کی مساعی جمیلہ اور دعاؤں کے بعد اُسنے پورے کئے ہمیں بھی یہ جوش دل میں پیدا ہوتا ہے کہ ایسے وعدے پورے اور اپنے کئے اور کہے پر کبھی پشیمان نہ ہونے والے خدا سے اعمال اور دعا سے ہم بھی حصہ لیں۔ یہی وجہ ہے کہ صراط الذین انعمت علیھم پڑھتے اُن کا مثیا صحابہ ابوبکر و عمر و عثمان اور علی کا (ہمارے مذاق پر نہ شیعوں کے مذاق پر) نصور دل میں پیدا ہوتا اور جوش آتا ہے۔

اور صحابہ کی چال سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ قرآن کریم ایک علمی کتاب ہے۔ جو اُسنے دعوے کئے ہیں اُن کا ثبوت بھی آپ ہی اُسنے دعویٰ کیا ہے کہ مبارک کتاب ہوں ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم ویبشر المؤمنین الذین یعملون الصلحٰت ان لھم اجرا کبیرا وان الذین لا یؤمنون بالآخرۃ اعتدنا لھم عذابا الیما۔ الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب ولم یجعل لہ عوجا۔ قیما لینذر باسا شدیدا من لدنہ و یبشر المؤمنین الذین یعملون الصلحٰت ان لھم اجرا حسنا ماکثین فیہ ابدا۔ اس دعوے میں وعدہ اور وعید دونوں شامل ہیں ان دونوں کا ثبوت پوری طرح اس عالم میں دیا۔ اجر حسن اور

اجر کبیر۔ یوں کہ اون بے نام نشان گمنام کس مپرس خانہ بدوش عربوں کو ابوبکر و عمر و عثمان کے رنگ میں کامیاب روحانی اور جسمانی بادشاہ بنایا اور آخرۃ یعنی اعمال کے نتائج حقہ پر (اور درحقیقت اس بڑی آخرت کا ثبوت ہیں) ایمان نہ لانے والوں کو اولاً و بالذات جو جو اسوقت اُن راستبازوں کے مقابل ہوا اُن کا استیصال کیا۔ اور ان باتوں کو کلی یقین دلایا۔ کہ یہ ایک علمی مضبوط اور حکیم کتاب ہے اسکے قواعد اور اصول بڑے پختہ نتیجہ خیز ہیں۔ وہ وید اور انجیل کی طرح بے شر کتاب نہیں اور نری خیال اور افسانہ کی کتاب نہیں۔

صحابہ کے چال [illegible] ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ [illegible] قوت قدسیہ تمام انبیاء سے بڑھکر تھی آپکی تعلیم اور عظمت سب سے زیادہ بارور اور کامیاب ہوئی۔ لاکھوں آدمی آپکے [illegible] قوت قدسیہ کی تاثیر سے اور آپکی تعلیم کے فیضان سے ان پڑھ عرب مثل ابوبکر و عمر و عثمان خدا کے مقرر کئے سارے نشانوں کے مصداق ہوئے مومن ہوئے متقی ہوئے۔ صالح ہوئے محسن ہوئے مفلح ہوئے اور فائز ہوئے۔ کیا تھے اور کیا ہو گئے [illegible] قیصر اور قاہر بادشاہ ہوئے۔ اور اُن کی اتباع و رنگ [illegible] لاکھوں آدمی سلک خدام نبوت میں داخل ہوئے۔ اور الیوم اکملت لکم دینکم اور یدخلون فی دین اللہ افواجا۔ یہ دو نو عظیم الشان وعدے جو آدم سے لیکر آپ تک کسی مصلح اور نبی و رسول کے حق میں پورے ہوئے اور ظاہر ہوئے آپکے حق میں بوجہ کمال ثابت ہوئے۔ اور آپ کی قوت قدسیہ کی یہ تاثیر تھی کہ رات دن آپکے پاس بیٹھنے والے آپ کی خلا ملا کی مجلسوں میں شریک تھے اور جن کے ساتھ ہو کر آپنے عرب کو فتح کیا وہ یا [illegible] شناخت حال سب کے سب آپ کے سچے مخلص وفادار خدام تھے زندگی میں بھی اور آپ کی موت کے بعد بھی۔

اور صحابہ کی چال سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ آنحضرت بڑے قوی دلیل۔ بڑے دلیر۔ مبلغ رسالات رب تھے اور آنحضرت سدا خوش و خرم رہتے تھے۔ وہ دیکھتے تھے کہ جو دانہ آپنے بویا تھا [illegible] اور ہوا کزرع اخرج شطأہ اور آپ کی لگائی کھلی کیسا عظیم الشان درخت ہوا۔ اور جاروں جان نثاروں اور سچے مخلصوں کا ایک عظیم الشان گروہ دیکھتے تھے باغ باغ ہو جاتے تھے۔ دنیا میں بڑی کامیابی کیا ہے ساری سن مانی مرادوں کا پورا ہونا اور بداندیش دشمنوں کا ہلاک ہونا۔ آنحضرت ان دونوں معنوں میں پورے بامراد ہوئے۔

صحابہ کی [illegible] سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ قرآن کریم سب سے الٰہی محفوظ اگرچہ قرآن کریم اس بات کا محتاج نہیں کہ کوئی بیرونی دلیل اسکے ثبوت کے لئے ضروری ہو یا کوئی بیرونی دلیل کی بنا پر نکتہ چینی اسکی راہ میں کوئی منقص پیدا کر سکے۔ مگر بہر حال اس گروہ کو ہم کریں اس خطرناک بے ادبی اور ناقابل [illegible] شکست قرآن کو بچانے کی کوئی ضرورت نہیں پڑتی کہ وہ شتالی ترتیب اور بگاڑی ہوئی کتاب ہے۔ جیسے جابجا اثار قابض والے نے شکایت کی ہے اور رافض کو ایک فضول بات کے ثابت کرنے کے لئے جسکا وجود نہ تو قرآن میں تھا اور نہ خدا کے کام میں خواہ مخواہ ایک بات بنانے اور آخر خیال ہوتے ہوتے

نو ہزار نو سو روپیہ کا انعام

ممبران آریہ سماج کو خاصکر اور دیگر حق کے طالبوں کو عموماً اطلاع دیجاتی ہے کہ شیخ عبد العزیز صاحب نومسلم سابق جگد مہا پرشاد آریہ اوپدیشک ملک برہما کی کتاب تحفہ آریہ سماج دو جلدوں میں طیار ہے۔ قیمت ہر ایک جلد کی ۸؍ ہے جو کہ مصنف سے مل سکتی ہے -اس کتاب پر آریوں کا ہر ایک جواب باحوالہ وید و اپنشد وغیرہ انکی کتب مسلمہ کے دینے پر ایک ایک انعام مقرر کیا ہے کہ جس انعام کی کل تعداد نو ہزار نو سو روپیہ ہے اور اس انعام کی ادائیگی کا ایک لکھپتی آدمی ذمہ وار ہے - باوجود اس کے آریہ مہاشوں سے اس کا جواب نہیں ہو سکا اور نہ آگے کو جواب ہو سکنے کی امید ہے اور مصنف کا یہہ دعوٰے ہے کہ جو شخص اس کتاب کو سمجھکر اوّل سے آخر تک نیک نیتی سے بنظر تحقیق دیکھ لے گا وہ ہرگز ہرگز آریہ سماج میں داخل نہیں ہو سکتا ہر ایسے شخص کو جنکو اپنی قوم اور اپنی پیاری اولاد کو آریہ ہونے سے بچانے کا خیال ہو وہ اس کتاب کو ضرور اپنے پاس رکھے خصوصاً مسلمانوں کو اس کتاب کا خریدنا ایک ضروری بات ہے جس کے جواب سے آریہ سماج یقیناً عاجز ہے اور جس کو اسکے مضامین کے سننے کا شوق ہو وہ شیخ صاحب کا لکچر ضرور سنیں -اور ہر مذہب کے عالموں نے اس کتاب پر جو ریویو کئے ہیں اوس سے اس کتاب کی بے انتہا خوبی معلوم ہوتی ہے -اس کتاب کو دیکھو اور سرور دیکھو-

المشتہر

عبد المجید سکرٹری انجمن اشاعت الاسلام

دہلی زینت محل

مُتفرق نوٹ

میں ان تمام احباب اور کرمفرماؤں کا شکرگذار ہوں جنہوں نے میری علالت پر دلی ہمدردی کا اظہار کیا- چونکہ فرداً فرداً ہر شخص کے خط کا جواب دینا مشکل ہے میں مختصراً ایسے تمام خطوط کے جواب میں جو میری صحت و مرض کے متعلق ابتک آرہے ہیں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے محض فضل و کرم سے میں اب تندرست ہوں بہت ہی کم شکایت کمزوری کی باقی ہے -

اس موقع پر جو ہمدردی احباب نے میرے ساتھ کی ہے اسنے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک جدید اور لذیذ ایمان بخشا ہے-میرے جیسے ایک کس مپرس اور ناکارہ انسان کے لئے بڑی گرم جوشی کے ساتھہ دعائیں کی گئیں -اور میری عجز و خدمات کا اعتراف کیا گیا یہہ باتیں کسی قوم میں پیدا نہیں ہو سکتیں جب تک اس کا تزکیہ نہو اور شکرگذاری کی روح اس میں نفخ نہ ہو-پس میں اپنے ان احباب سے جنہوں نے دعاؤں سے میری مدد کی پہر دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ وہ میری ذمہ واریوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے میرے لئے **خاص طور پر دعا کریں**-

نکاحوں کے متعلق

میں دیکھتا ہوں کہ احمدی قوم میں یہہ تحریک اب عام ہو رہی ہے کہ وہ اس ضرورت کو محسوس کر رہے ہیں کہ رشتے اور ناطے احمدیوں ہی میں ہوں - میں ان خطوط کی بنا پر جو وقتاً فوقتاً دفتر الحکم میں آتے ہیں- پڑھکر اس نتیجہ پر پہونچا ہوں - پہلے تو صرف مردوں کی درخواستیں آتی تہیں -اور اب بعض لڑکیوں کے متعلق بہی مجھے لکھا گیا ہے کہ انکے لئے لائق بر تلاش کیا جاوے - مجھے ان خطوط کو پڑھ کر خوشی بہی ہوئی اور افسوس بہی-خوشی تو اس لحاظ سے کہ آخر جماعت میں اس ضرورت کو محسوس کیا گیا اور افسوس اس وجہ سے کہ جبکہ خود اعلٰے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مُبارک کام کو اپنے ہاتہہ میں لینا چاہا تہا اوسوقت عدم توجہی میں یہہ موقع کہو دیا گیا- اب بجز اس کے چارہ نہیں کہ جو لوگ ایسی درخواستیں کرتے ہیں وہ کلیتہً اس امر کو بزرگانِ ملت کے ہاتہہ میں دیں اور ان کے وسیع تجربہ اور ایمانی نور فراست سے فائدہ اُٹھائیں ورنہ نرے اشتہاروں سے بعض اوقات مغالطہ کا پیدا ہو جانا بہی ممکن ہے اسلئے میری یہ [illegible] ہوں اور پورے طور پر بزرگان ملت کو اس کام میں امین یقین کر کے مختار کریں وہی ایڈیٹر الحکم کو اطلاع دیا کریں -میں دیانت اور امانت کے موافق حضرت حکیم الامتہ اور جناب مولوی محمد علی صاحب کے مشورہ کے بعد انکو اطلاع دیا کروں گا-

بہتر اور مبارک تو یہ امر تہا کہ خود حضرت حجۃ اللہ تجویز فرماتے مگر آپ دخل نہیں دیتے تو بزرگان ملت کے مشورہ سے [illegible]

رہے اشتہارات جو الحکم میں شائع ہوتے ہیں جس شخص کے متعلق ایڈیٹر کو ذاتی علم اور واقفیت ہوگی اسکے متعلق لکھدیا جاویگا - کہ ایڈیٹر فلاں حد تک اس سے واقف ہے-

یہہ اشتہارات [illegible]

گذشتہ اشتہارات کے متعلق جو میاں احمد نور کابلی مہاجر اور ایک قریشی نوجوان کے متعلق دئے گئے ہیں یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ میاں احمد نور کے متعلق ایک دو جگہ خط و کتابت ہو رہی ہے- **قریشی نوجوان** کے متعلق ایڈیٹر کو ذاتی کوئی علم نہیں بجز اس کے کہ ایک احمدی نے وہ اشتہار دینے کو کہا اور دیدیا گیا ہے ایسی خط و کتابت کیلئے مشتہرین اخراجات خط و کتابت کے ذمہ وار ہونگے

ضرورت نکاح

ایک مخلص احمدی بہائی میاں محمد حسن نام جو دفتر میگزین میں دفتری ہے اور زمیندار ارائیں ہے اسکی اپنی زمین بہی ہے لیکن قادیان رہنے کی خواہش اور میگزین کی خدمت کیوجہ سے آٹھ روپیہ ماہوار پر ملازم ہے پہلی بیوی سے جو فوت ہو چکی ہے ایک بچہ بہی ہے وہ شادی کرنی چاہتا ہے - جہانتک میرا علم ہے وہ ایک نہایت مخلص اور دیندار بہائی ہے - جہانتک جلد ممکن ہو احباب اس کے لئے سعی کریں-

دو شریف لڑکیوں کے لئے متقی احمدی لڑکوں کی تلاش ہے ایک راجپوت خاندان سے ہے - اسکا باپ اسبات کی پروا نہیں کرتا کہ لڑکا ضرور راجپوت ہو ہاں راجپوت ہو تو اچھا ہے - **احمدی** ہو- نوجوان ہو - صحت اچھی ہو- تعلیم یافتہ ہو یا برسرکار ہو-

دوسری لڑکی مغل برلاس خاندان کی ہے لڑکی کا باپ احمدی نہیں البتہ بہائی احمدی ہے -اور وہی محرک ہے کہ احمدی سلسلہ میں اسکا نکاح ہو- کوئی مغل برلاس احمدی درخواست کرے-

درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے پاس بہیجی جاویں وہ لڑکیوں کے ورثا کے پاس بہیجدیگا - ٹکٹ خط و کتابت کے [illegible]

نسبت ہو گئی

ماسٹر عبد الرحیم صاحب کے متعلق ایک دو جگہ خط و کتابت ہو رہی تہی آخر منشی عزیز الرحمٰن صاحب احمدی ملازم مہاراجہ کپورتہلہ نے انکے ساتھہ اپنی دختر نیک اختر کو منسوب کر دیا ہے اسلئے انکے متعلق اور کوئی خط و کتابت نکرے-

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت الحمد للہ پہلے کی نسبت اچھی ہے حقیقت الوحی آپ لکھ رہے ہیں جو آٹھ جز تک پریس میں جا چکی ہے-

(۲) بزرگان ملت کی صحت [illegible]

(۳) حضرت [illegible]

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کی شادی خانہ آبادی کی تقریب ہمارے لئے مسرت کا موجب ہے اللہ تعالےٰ خیر و برکت کا موجب بنادے - آمین-

(۴)-موسم میں حبس ہے- کبہی کبہی ٹہنڈی ہوائیں چلتی ہیں بادل آتے ہیں اور اُڑ جاتے ہیں - ۱۲-جولائی کی شب کو ڈیڑہ بجے زلزلہ کا سخت دھکا لگا- پہلا دہکا بہت سخت اور دوسرا زیادہ دیر تک رہا گو ہلکا تہا- ہفتہ زیر اشاعت میں خطرناک سیاہ و سرخ آندہیاں آئیں بہت سے درخت اکھڑ گئے- اللہ رحم کرے-

تحصیلدار صاحب بٹالہ کی توجہ طلب

میں نہایت ادب سے ملک بسنت لال صاحب تحصیلدار بٹالہ کو انکے فرض منصبی کی طرف توجہ دلاتا ہوں -قادیان کی آبادی اور اس کی ضرورتیں یوماً فیوماً بڑہ رہی ہیں لالہ موتی لال صاحب ہمیشہ قادیان کی صفائی کی طرف توجہ کیا کرتے تھے -بلکہ انہوں نے اس ضرورت کو محسوس کر کے قادیان کے **ٹوٹیفائیڈ ایریا** قرار دئے جانے پر زور دیا- ملک صاحب کو بہی غالباً اس امر کی طرف توجہ ہوگی - اسوقت موسم کی حالت اچھی نہیں وبائی امراض کے دن ہیں اور قادیان کے گرد اگرد سخت متعفن **روڑیوں** کے ڈہیر لگے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ قصبہ کی صحت پر بُرا اثر پڑے اسلئے میں انہیں متوجہ کرتا ہوں کہ وہ بہت جلد ان روڑیوں کے اٹہوائے جانے کے متعلق سالہائے گذشتہ کی طرح احکام صادر کریں -میرا خیال ہے کہ وہ اس نوٹ پر بہت جلد توجہ کر کے پبلک کو شکرگذاری کا موقع دیں گے-

[illegible] کا کیا کہنا ؟

ہا بوستان ہے نرالی اور جوادا ہے انوکہی حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں کچھہ ایسی اندہے بہرے ہوئے ہیں کہ اب انہیں کچھہ سوجہائی نہیں دیتا کوئی شخص مرزا صاحب کو دو چار گالیاں دیدے پہر انکی اپنی ڈاڑہی کا خواہ صفایا ہی کر دے-

ڈاکٹر عبد الحکیم خان نے اپنے تازہ الہامات میں یہہ ہی ظاہر کیا ہے کہ مجھے الہام ہوا ہے

انّك لمن المرسلین

اب علماء اسلام جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخالف اور ڈاکٹر عبد الحکیم خاں کے موافق ہیں خصوصاً ثناء اللہ امرتسری وغیرہ دعویٰ کہ کیا اس الہام کے رو سے عبد الحکیم نے **دعوی رسالت** کیا ہے ؟ یا نہیں ؟ اور کیا وہ تمہارے مسلمات کے رو سے **کافر ہوا یا ابہی** دائرہ اسلام میں داخل ہے ؟ **بینوا** توجروا-

اس فتویٰ کا جواب ملنے پر انشاء اللہ ان علماء کے عجائبات [illegible]

مشاہیر اسلام

قاضی ابو یوسف

ہر ایک ملک کی تاریخ میں دو ایک ایسی مثالیں ضرور ملیں گی جن سے یہ ثابت ہو رہا ہے گا کہ فلاں شخص جو اس وقت اپنے ملک کا فخر۔ اپنے وطن کا سرتاج۔ اپنی برادری میں واجب الاحترام سمجھا جاتا ہے۔ اُس کی پیدائش اس کے والدین کے لئے قیامت تھی بلکہ بعض وقت تو اوس کے باپ نے اس افلاس کی وجہ سے اس جگر گوشہ کو نورجہاں کی طرح سینہ پر پتھر رکھ کر کسی دنی جنگل میں پھینکنا ہی غنیمت سمجھا ہوگا اور جس وقت وہ اُسے چھوڑتے ہونگے تقدیر ہنستی ہوگی کہ جس چیز کو تم مادۂ فساد سمجھ کے الگ کرتے ہو۔ وہی مایۂ ناز ہے۔ اسی زمرہ میں امام ابو یوسف رح یعقوب بن ابراہیم بھی تھے۔ جو ایک حسرت نصیب کے گھر کے چراغ تھے مگر قسمت نے اونھیں ہارون رشید کا قاضی القضاۃ بنا دیا۔ اور اجتہاد کے باعث فقہ اسلام میں یہ رتبہ دیا کہ جہاں کہیں صاحبین کا ذکر ہوتا ہے اُن میں سے ایک یہی ابو یوسف رح اور دوسرے امام محمدؒ مراد ہوتے ہیں اور جہاں شیخین کا لفظ ہوتا ہے اُس سے یہ اور اُن کے اُستاد سمجھے جاتے ہیں۔

ابو یوسف رح کی پیدائش ۱۱۳ھ ہجری میں ہوئی۔ ابھی بچے ہی تھے کہ باپ نے آنکھیں بند کر لیں۔ غریب ماں نے چرخہ کات کے پیٹ پالنا [illegible] دھوبی [illegible] نے ذرا ہوش سنبھالا تو ایک [illegible] مگر اس کام میں دل نہ لگتا تھا [illegible] جانے لگے ہوئی کہ امام اعظم رح کی درسگاہ میں پہونچے۔ وعظ و نصائح نے کچھ ایسا اثر کیا کہ دوسرے دن پھر سورج چڑھتے کے ساتھ وہاں ہی پہونچے۔ دھوبی نے اُن کی والدہ سے عدم حاضری کی شکائیت کی۔ وہ سُننے کے ساتھ آگ بگولا ہوگئی اور عین اس وقت جب یہ امام صاحب سے سبق لے رہا تھا۔ جلی بھنی آکر کہنے لگی " کیوں میں نے اس ناشدنی کو اسلئے چرخہ کات کات کے پالا تھا کہ تمہارے حوالہ کر دی جائے ہے! تم تو اسے دو پیسے کما کے لانے کے بھی قابل نہ رکھو گے " اُنہوں نے کہا " بڑھیا! جا اپنا کام کر! سُن! یوں تو یہ سبق پڑھتا ہے۔ مگر اصل میں روغن پستہ اور فالودہ ملا ملا کے کھا رہا ہے " اس وقت وہ بڑبڑاتی چلی گئی۔ مگر اس دن سے اُنہوں نے اپنے سبق میں ناغہ نہ کیا۔ اس طالبعلمی کے زمانہ میں اُنہیں دو دو دن اکثر فاقہ بھی کرنا پڑا بلکہ افلاس کا یہ عالم تھا کہ ایک پیسہ کا کاغذ املا کو نہ ملتا تھا۔ بکریوں کی چپٹی چپٹی ہڈیاں کہیں سے لا کے جمع کرتا اور اُنہیں پر کچھ ضروری نوٹ کر لیتا۔ مصیبت پر مصیبت یہ ہوئی کہ بڑھیا نے اپنی خوشی کے لئے اُن کو بیاہ بھی دیا جو غریب ان کے لڑکی اُسے بھی فاقہ کشی کرنی پڑی۔ ایک دن مدرسے سے بھوکے بھوکے گھر پہونچے وہاں بھی روزہ ہی تھا اُس نے جو کچھ کھانے کے واسطے لانے کو کہا تو اُس نے وہی ہڈیوں کا ڈھیر سامنے رکھ کے کہا " کھائیے! شوق سے کھائیے۔ میرے پاس تو آپ کی کمائی سے یہی کچھ موجود ہے " یہ بات سُنکر اون کو معاش کی فکر ہوئی۔ امام اعظم صاحب نے دوسرے شاگردوں سے اُن کا حال سُنکر افسوس کیا۔ اور پھر اپنے پاس سے کچھ وظیفہ مقرر کر دیا۔ پھر کتب تاریخ اور حدیث کے شوق نے کوفے پہونچایا جہاں مغازی بھی پڑھی۔ پھر شیبانی۔ سلیمان تیمی۔ یحییٰ انصاری۔ اعمش ہشام۔ عطا۔ محمد بن اسحٰق کی شاگردی کا فخر حاصل کیا۔ اب قسمت رنگ دکھانے لگی۔ ہارون رشید زبیدہ کی ایک خوش جمال لونڈی کو دیکھکر فریفتہ ہوگئے پھر دفعتہً خیال آیا کہ یہ تو میری بیوی کی لونڈی ہے۔ دل میں کٹے۔ اتنے میں زبیدہ کو بھی خبر ہوئی غصہ میں بھری ہوئی آئی۔ اور کہنے لگی " جہنمی! میرے سامنے سے دور ہو۔ ہارون بولا " میں جہنمی ہوں تو مجھے تمہارے بہشتی چہرے سے کیا واسطہ! چلو طلاق ہے۔ کہنے کو تو غصے میں دونوں کہہ گئے پھر جب سنبھلے تو افسوس کرنے لگے کہ یہ طلاق کی بہت بُری ہوئی۔ علماء وقت سے پوچھا کسی نے مناسب جواب نہ دیا۔ آخر ہارون نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رح کے شاگردوں میں سے اگر کوئی ہو تو اُسے لاؤ۔ لوگوں نے ابو یوسف رح کا نام لیا۔ فوراً طلبی ہوئی۔ یہ [illegible] حاضر ہوئے۔ سب کو سلام کرکے جوتیوں میں بیٹھ گئے۔ ہارون [illegible]۔ مسئلے کی کیفیت آپ نے سُنی ہوگی۔ کہو! اس بلا سے نجات بھی ممکن ہے۔ یا نہیں " یہ بولے جواب تو کافی ہے۔ مگر اس ذلت کے مقام سے میں عرض کرنا نہیں چاہتا۔ مجھے اسکا کچھ خیال نہیں۔ یہاں بیٹھے کہا اور وہاں بیٹھے کہا۔ مگر علم خدا کی نعمت ہے۔ اس کی قدر ضروری ہے " یہ سُنکے ہارون نے صدر پر بٹھلا کے کہا " اب کہئے۔ اونہوں نے کہا۔ ہاں! آپ صورتِ مسئلہ بیان فرمائیے " خلیفہ کے دوبارہ بیان کرنے پر کہا۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ جب آپ نے کسی ممنوع بات کا قصد کیا آپ کے دل میں خدا کا خوف طاری ہوگیا۔ رشید نے کہا " بیشک! بلکہ واقعات بھی اس کی تائید کرتے ہیں " یہ بولے " مجھے یقین آگیا نہ آپ جہنمی ہیں نہ طلاق ہوئی۔ کیونکہ طلاق کی جہنمی ہونے کے ساتھ شرط ہے "

علماء نے مخالفت کی اور کہا " آپ ایسا قطعی حکم نہیں لگا سکتے " یہ بولے " یہ میری کوئی گھڑنت نہیں بلکہ خود قرآن شریف میں ہے۔

وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِىَ الْمَاْوٰى ۝

(جس نے خدا کے خوف سے اپنے نفس کو خواہش نفسانی سے بچایا درحقیقت جنتی ہوگیا)

یہ فتوےٰ سب نے پسند کیا اور ہارون نے اسی دن سے ابو یوسف رح کو امام ابو حنیفہ رح کا قایم مقام کر دیا۔ پھر اونہوں نے بہت نازک مسئلے اکثر حل کئے مثلاً۔

بغداد میں کسی امیر نے ایک امر نہ کرنے کی قسم کھائی اتفاق سے وہی بات اُس سے سرزد ہوئی جس سے شک ہوا قسم ٹوٹ گئی ہے۔ جب ابو یوسف رح سے کل کیفیت بیان کی تو اُنہوں نے کہا " بیشک میں قسم نہیں ٹوٹی "

ایک دفعہ ہارون نے پوچھا۔ اگر امام وقت کسیکو خود زنا کی حالت میں دیکھے تو کیا صرف رویت کی وجہ سے امام پر فرض ہے کہ اُس پر حد شرع قایم کرے " اُنہوں نے کہا۔ نہیں "

وجہ پوچھی تو کہا " مانا! کہ اوس نے خود دیکھا ہے مگر یہ صرف ذاتی علم پر مبنی ہے۔ اور حدود الٰہی ذاتی علم پر محدود نہیں۔ بلکہ شہادت بھی چاہیئے۔

ایک لونڈی پر ہارون فریفتہ ہوئے اُس [illegible] انکار کیا [illegible] " مجھے تمہارے ..... سے ملنے کا [illegible] سوچ کا ہے " ہارون نے ابو یوسف رح سے ذکر کیا یہ بولے " [illegible] کی شہادت مستند ہے نہ کوئی گواہ ہے۔ [illegible] وہ آپ پر [illegible] ہے۔

عیسےٰ بن جعفر کے پاس ایک لونڈی تھی۔ جس نے اوس سے وعدہ لے رکھا تھا۔ کہ اگر اُسے فروخت کریں یا ہبہ کریں تو اوس کی سب بیویوں پر طلاق۔ سب لونڈیاں آزاد۔ کل جائداد وقف غربا۔ ہارون اُس لونڈی پر بھی ریجھے اور عیسےٰ سے بضد ہوئے۔ وہ غریب سٹ پٹائے کہ کریں تو کیا کریں۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن اتنے میں ہارون نے ابو یوسف رح کو بلانے کے واسطے ہرثمہ بن اعین کو بھیجکر تاکید کی کہ جس حالت میں بیٹھے ہوں فوراً لے آؤ۔ یہ قریباً سو رہے تھے۔ جب دروازے پر دستک ہوئی۔ ان کے غلام نے دروازہ کھولا اور ہرثمہ سے خلیفہ کا تاکیدی حکم سُنکر فوراً قاضی القضات سے کہا۔ وہ گھبرائے ہوئے اُٹھے کپڑے پہنکر ساتھ ہو لئے۔ ڈیوڑھی پر مسرور ملا۔ اُس سے پوچھا کہ بھئی یہ ایسی کیا بات ہے جو اس وقت بلوایا گیا۔ وہ خود لاعلم تھا کیا کہتا۔ خیر! خلیفہ کی حضوری میں پہونچے عیسےٰ سر جھکائے بیٹھا تھا۔ ابو یوسف رح نے کہا۔ مجھے اس وقت حضور نے کیوں یاد کیا ہے " خلیفہ نے کل واقعہ بیان کرکے کہا " اب آپ ان سے پوچھئے " عیسےٰ نے بھی وہی وجہ بیان کی۔ یہ سُنکے قاضی صاحب نے ہارون نے کہا " اب معاملہ آپ کے ہاتھ ہے " فرمایئے کیا کیا جائے۔ سچ تو یہ ہے۔ میرا دل اوس لونڈی پر آ چکا ہے " ابو یوسف رح نے کہا " کوئی بات نہیں ابھی لیجئے۔ (عیسےٰ سے) آپ آدھی لونڈی تو ہبہ کریں اور آدھی کریں فروخت۔ اس فیصلہ میں نہ قسم ٹوٹیگی۔ نہ بات بگڑیگی " یہ سُنکر عیسےٰ نے اسی وقت وہ لونڈی ہارون کی نذر کی۔

ایک دفعہ زبیدہ نے بہت سی چیزیں بھیجیں۔ قاضی صاحب ایک عام مجمع میں تشریف رکھتے تھے۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا " بندہ نواز! حدیث شریف کا مضمون یاد ہے۔

من اهدیت له هدیة فجلسائه شرکائه فیها۔ (جب کوئی شخص ایک مجلس میں بیٹھا ہوا ور اس وقت اُس کے پاس کوئی ہدیہ یا تحفہ آئے تو جو لوگ شریک صحبت ہوں اُن کا بھی اس میں حصہ ہے)

قاضی صاحب بات کو تاڑ گئے اور فوراً بولے " تم اوس وقت کی باتیں کہتے ہو۔ جب تحفے میں چھوہارے۔ دودھ اور کھجوریں آیا کرتی تھیں۔ [illegible] چاندی کی چیزیں آنے لگی ہیں تو اس [illegible] نہیں ہو سکتا "

ایک دفعہ خلیفہ [illegible] اس کی بیوی میں [illegible] ہوئی " فالودہ اچھا ہے یا لوزینہ " فیصلہ کے لئے [illegible] بلایا گیا۔ دونوں میں سے ایک کو ایک پر ترجیح دینا نہ چاہتے تھے کہا۔ جب تک دونوں سامنے نہ ہوں کیا کہا جائے " فوراً لوزینہ اور فالودہ سامنے رکھے گئے۔ اُنہوں نے کبھی اسکو کھانا شروع کیا اور پھر جب ساری کی ساری اُڑا گئے تو بولے " دونوں کی صورتیں کچھ ایسی بھلی معلوم دیتی ہیں کہ ایک کو ایک پر ترجیح نہیں دیجا سکتی "

اس کے دوسرے دن ہارون نے دربار سے جاتے وقت قاضی صاحب کو ٹھہرا کے کہا " آج آپ یہاں ہی ٹھیریں اور یہاں ہی کھانا کھائیں " بولے " یوں بھی آپ کا ہی کھاتے ہیں۔ مگر یہ ایسی کیا بات ہے۔ جس پر ضد ہو رہی ہے " خلیفہ نے کہا " ہے ہی ایسی چیز۔ فالودہ جو روغن پستہ سے ملا کر کھایا جائیگا " یہ سنتے ہی ہنس پڑے۔ خلیفہ نے ہنسی کی وجہ پوچھی۔ تو اُنہوں نے وہ طالبعلمی کا سارا واقعہ بیان کیا جسکو

سُنکر سب کہنے لگے "واقعی امام ابو حنیفہ کی دل کی آنکھیں کھلی تھیں۔

[illegible]ن سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو یوسف رح [illegible]دن میں نہ تھے جو شرع کے بے انتہا شکنجوں میں دُنیا کو کسنا چاہتے تھے۔ بلکہ کسی نہ کسی طرح شرعی حجت سے آزادی کا دروازہ کھول دیا کرتے تھے۔ اُن کے نزدیک اہل دنیا کی تین قسمیں تھیں۔

(۱) جو بدکاری میں مشہور ہیں۔

(۲) جو اعلےٰ درجہ کے پاک باز ہیں۔

(۳) بدمعاش ہیں مگر ظاہری صورت نیکوں کی سی رکھتے ہیں۔ پہلے دو اپنی شہرت اور دنیا داروں سے [illegible] کرنے کے باعث الگ رہتے ہیں۔ مگر تیسری قسم کے لوگ چاہیئے قرآن کا جامہ ہی کیوں نہ پہن کے آئیں۔ اپنی دغابازی سے نہ چوکیں گے۔ یہی لوگ اکثر فساد کی جڑھ ہوتے ہیں۔

حسن بن سماعہ کہتے ہیں سنہ ۱۸۲ ہجری کے ربیع الثانی کے شروع ہوتے ہی آپ علیل ہو گئے۔ اور جس روز انتقال کرنا تھا۔ بار بار یہی کہتے تھے "اے پاک پروردگار! تجھ سے کوئی بات چھپی نہیں۔ میں نے کبھی تیرے دو بندوں میں جان بوجھ کے ناجائز فیصلہ نہیں دیا۔ میرے ہر ایک فیصلہ کی بنا قرآن مجید اور حدیث شریف پر ہوتی تھی۔ اور جو امر بھی کوئی دقت آ پڑی تو ابو حنیفہ رح صاحب کیطرف توجہ کی کیونکہ یہ وہ پاک بندے تھے جو تیری احکام خوب سمجھتے تھے۔ اور دیدہ و دانستہ راہ حق سے تجاوز نہ کرتے تھے۔ کہتے ہیں ربیع الثانی کے پہلے پنجشنبہ کے دن آپکا انتقال ہوا۔ ابو یوسف رح کے [illegible] زدے آپ کی حیات ہی میں مغربی بغداد کے قاضی ہو گئے تھے اور اسی عہدے پر باپ کے بعد دس سال تک رہ کے دُنیا سے کوچ کیا۔

ابو یوسف رح کی تصانیف میں اَمالی والنوادر فقہ حنفیہ میں ایک مستند کتاب ہے قاضی القضات اور علما کی خاص پوشاک ہارون رشید نے ان کی تفریق سے رواج دی ان کے مقولے یہ تھے۔

(۱) اگر علو عزت چاہتے ہو تو علم حاصل کرو۔

(۲) صحت کے بغیر زندگی بدمزہ ہے۔

(۳) روپیہ پیسہ خرچ کرنے سے کم ہوتا۔ مگر علم بڑھتا ہے۔

(۴) جس کے دل میں خدا کا خوف نہیں وہ آدمی نہیں۔

نزہۃ الربیع میں ہے کہ ابتداء میں ابو یوسف رح کا کوئی پتہ نہ تھا۔ سلیمان صفوی کے زمانے میں کاظمین میں کسی ضرورت سے جو زمین کھودی گئی تو ایک پتھر پر "قاضی ابو یوسف" کا نشان کندہ تھا بادشاہ کے حکم سے اُسپر ایک عمارت بنا دی گئی جو اب تک موجود ہے۔ میر کرامت اللہ۔

(از روزنگار)

سچّے مذہب کی پہچان

ایک ہندو نے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کی کہ سچّے مذہب کی کیا شناخت ہے۔ دنیا میں اسقدر مذاہب پھیلے ہوئے ہیں انہیں سے کسطرح شناخت کریں کہ سب سے افضل اور اعلےٰ مذہب قابل قبول کون سا مذہب ہے حضرت نے فرمایا۔

جس مذہب میں سب سے زیادہ تعظیم الٰہی اور سب سے زیادہ اللہ تعالےٰ کی معرفت کا سامان ہو وہی سب سے اعلےٰ مذہب ہے۔ انسان اسی چیز کی قدر زیادہ کرتا ہے۔ جسکا علم اسکو زیادہ حاصل ہوتا ہے مثلاً ایک شخص کو معلوم ہو کہ فلاں مکان میں ایک سانپ رہتا ہے اور وہ آدمیوں کو کاٹتا ہے تو وہ شخص کبھی جرأت نہ کریگا۔ کہ رات کو ایسے مکان میں جا کر سوئے اگر کسی کو معلوم ہو جائے کہ اس کھانے میں جو میرے آگے رکھا ہے زہر ہے تو وہ ہرگز کبھی ایک لقمہ بھی اس کھانے میں سے نہ اٹھائیگا۔ اگر کسی گاؤں میں طاعون ہو اور لوگ مر رہے ہوں تو کوئی شخص اس گاؤں میں جانے کا حوصلہ نہیں کرتا جسکو معلوم ہو کہ جنگل میں شیر رہتا ہے وہ اس جنگل میں ہرگز داخل نہیں ہوتا ان سب کا اصل علم اور معرفت ہے جس چیز کا علم انسان کو بخوبی ہو جاتا ہے اور اس کے متعلق معرفت تام پیدا ہو جاتی ہے انسان اسکے [illegible] بالکل نہیں کر سکتا پھر کیا وجہ ہے کہ لوگ گناہ کو ترک نہیں کرتے اسکا سبب یہی ہے کہ خدا کی ہستی کا کامل علم اور معرفت تام ان کو حاصل نہیں۔ یہ جو کہا جاتا ہے اور اقرار کیا جاتا ہے کہ ہم خدا پر ایمان رکھتے ہیں یہ صرف ایک رسمی ایمان ہے۔ ورنہ دراصل گناہ سوز معرفت حاصل نہیں ہے۔ اگر وہ حاصل ہو تو ممکن ہی نہیں کہ انسان پھر گناہ کرے [illegible] ہر شے کی قدر اسکی پہچان اور معرفت سے ہوتی ہے۔ دیکھو ایک جاہل گنوار کو ایک قیمتی پتھر لعل یا موتی مل جاوے۔ تو وہ بدرجہ اسکو دو چار پیسہ میں فروخت کر دیگا۔ یہی مثال ان نادانوں کی ہے۔ جنہوں نے خدا کو نہیں پہچانا وہ [illegible] احکام کے بالمقابل دو چار پیسوں کی زیادہ قدر [illegible] وہاں اپنا ایمان فروخت کر دیتے ہیں۔ جھوٹی گواہیاں عدالتوں میں جا کر دو آنہ یا چار آنہ کے بدلے دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک خدا تعالےٰ کے اس پاک حکم کی قدر کہ جھوٹ نہ بولو اور سچّی گواہی [illegible] نہیں کہ دو چار آنہ کی خاطر اس کو چھوڑ دیں اور بیچ ڈالیں۔ خدا کی آیتوں کو تھوڑے مول پر بیچنے کے یہی معنے ہیں کہ انسان تھوڑے سے ظاہری فائدے کی خاطر احکام الٰہی کی بے قدری کرتا ہے۔ آج کل جو مذاہب لوگوں میں رائج ہیں وہ سب قومی مذاہب ہیں یعنی ایک قومیت کی پیچ کی جاتی ہے۔ ورنہ سچّا مذہب وہ ہے جو خدا کے خوف سے شروع ہوتا ہے۔ اور خوف اور محبت کی جڑھ معرفت ہے پس مذہب وہ اختیار کرنا چاہیئے جس سے خدا کی معرفت اور گیان بڑھ جائے۔ اور خدا تعالےٰ کی تعظیم دلوں میں بیٹھ جائے جس مذہب میں صرف پرانے قصّے ہوں وہ ایک مردہ مذہب ہے دیکھو خدا وہی ہے جو پہلے تھا۔ اسکی عبادت سے جو پھل پہلے لوگ پا سکتے تھے وہی پھل اب بھی پا سکتے ہیں خدا تعالےٰ نے اپنے اخلاق بدل نہیں ڈالے پھر کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ صرف ایک خشک لکڑی کی طرح ہیں جس کے ساتھ کوئی پھل نہیں وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے خدا کو پہچانا ہی نہیں اگر پہچانتے تو ان پر ضرور برکات نازل ہوتے مگر اس راہ میں بہت مشکلات ہیں۔ اور یہ بڑی قوت والوں کا کام ہے اور خدا کے اختیار میں ہے جسکو چاہے قوت عطا فرماوے اگر انسان تلاش میں لگا رہے تو ہو سکتا ہے کہ کسی وقت اسکو قوت عطا ہو جائے۔ استقامت شرط ہے۔ ہمت کے ساتھ خدا کو تلاش کرو۔ تو اُسے پا لوگے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک تازہ خط بنام قاضی نذر حسین صاحب ایڈیٹر اخبار قلقل

(بجنور - روہیلکھنڈ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

محبی ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

آپ کے پرچہ اخبار قلقل میں میرے دعوے کی نسبت جو مضمون شائع ہوا ہے میں افسوس کرتا ہوں کہ اس کے جواب میں مجھے مفصل تحریر کی فرصت نہیں ہے میں چند ماہ سے بیمار ہوں اور ابھی بہت کمزور ہوں یہ سچ ہے کہ میرا دعویٰ مسیح موعود اور مہدی معہود ہونیکا ہے میں اپنی کتابوں میں ثابت کر چکا ہوں کہ یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام انیس سو برس سے آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں اور کسی زمانہ میں واپس آکر دنیا کی عدالت کرینگے بلکہ قرآن شریف تصریح سے فرماتا ہے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ جیسا کہ آیت فلمّا توفیتنی سے ظاہر ہے یہ تو خدا تعالےٰ کا قول ہے اور اسکی تائید میں [illegible] آنجناب نے حضرت عیسیٰ کو معراج کی رات [illegible] میں دیکھا ہے جو اُن [illegible] پا چکے تھے اور پھر قرآن شریف میں سورہ نور میں فرماتا ہے کہ کل خلیفے اس اُمت کے اسی اُمت میں پیدا ہونگے اس صورت میں ظاہر ہے کہ حضرت عیسےٰ دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتے اور وہ زندہ نہیں ہیں بلکہ مر گئے ہیں اور انکی آمد ثانی کا خیال سراسر باطل اور طمع خام ہے اور میری طرف سے یہ صرف دعوے نہیں بلکہ صدہا نشانوں سے جو خدا کی طرف سے ظہور میں آ چکے ہیں میری سچّائی ثابت ہے اگر میں خدا کی گواہی کے بغیر دعویٰ کرتا ہوں۔ تو جھوٹا ہوں اور اگر خدا کے کلام سے حضرت عیسےٰ ع کا زندہ ہونا ثابت ہے تو میں جھوٹا ہوں اور اگر میں ضرورت وقت کے نہیں آیا تو میں جھوٹا ہوں۔ لیکن یہ سب میری سچّائی کی علامتیں ثابت ہو چکی ہیں اسلام ایک نہایت تنزل کی حالت میں ہے کیا باعتبار ظاہر اور کیا باعتبار باطن اور خدا نہیں چاہتا کہ اسکو اسی حالت میں چھوڑ دے۔ اسلئے اُسنے ارادہ فرمایا ہے کہ دوبارہ اسلام میں زندگی کی روح پھونکے جو لوگ خدا تعالےٰ کیطرف سے آتے ہیں۔ اُن کی سچّائی پر صدہا علامتیں ہوتی ہیں۔ ان کی تعلیم ایک کامل بصیرت پر مبنی ہوتی ہے۔ وہ اپنی طاقت عملی کی وجہ سے لوگوں کے لئے ایک نمونہ ہوتے ہیں ان میں ایک خارق عادت کشش پائی جاتی ہے اس لئے ان کی قوت جاذبہ ہزارہا سعیدوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور ان کے لئے خدا تعالےٰ آسمانی نشانوں کو ظاہر کرتا ہے تا ان کی سچّائی پر گواہ ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ اپنے مبعوث ہونیکی علّت غائی کو پا لیتے ہیں۔ اور نہیں مرتے جب تک ان کی بعثت کی غرض ظہور میں نہ آ جائے۔ پس اگرچہ پہلی چار علامتیں میرے دعوے کے متعلّق ثابت ہو چکی ہیں۔ لہٰذا میری تعلیم علیٰ وجہ البصیرت ہے اور اسلام کا پاک اور خوبصورت چہرہ ظاہر کرتی ہے اور میری طاقت عملی میری استقامت سے ظاہر ہے کہ میں پچیس برس سے لعن طعن مخالفوں کا نشانہ ہو رہا ہوں۔ میرے پر خون کے مقدمات بنائے گئے اور گورنمنٹ کو اُکسایا گیا اور کفر کا فتوےٰ دیا گیا اور مجھے سخت ڈرایا گیا۔ پھر وہ کون سی چیز تھی جس نے میری استقامت کو بحال رکھا کیا وہ خدا کے ساتھ پاک تعلق نہ تھا؟

اور جو مجھ میں قوت کشش وغیرہ بھی ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ جب میں نے خدا کی طرف دعوت شروع کی تو میں اکیلا تھا اور اب تین لاکھ سے زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے اور جو میرے لئے نشان ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں اور کوئی مہینہ بغیر نشانوں کے نہیں گذرتا مگر باوجود ان تمام علامتوں کی طالب حق کے لئے میں یہ بات پیش کرتا ہوں کہ میرا [illegible] جس کے لئے میں اس [illegible] ہوں۔ اور بجائے [illegible] ہے کہ میں توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علّت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے۔ وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا۔ جو مسیح موعود و مہدی معہود کو کرنا چاہیئے تھا۔ تو پھر سچّا ہوں۔ اور اگر کچھ نہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔

والسّلام

فقط

غلام احمد

عصاب پیر اور جوانوں کی سچی دستگیر

مہت باجی کرن اوشدھ

مقوی مبہی و مفرح ہے - اس کے استعمال سے منی کی تمام امراض مثل کثرت احتلام جریان سرعت انزال وغیرہ دور ہوتے ہیں دماغی کمزوری و لاغری ہمیشہ کی تکان سستی و دماغ کی نسیان چہرہ کی خشکی کھانسی نزلہ زکام - دردکمر ذیابیطس ہمیشہ کی بے لطفی وغیرہ سب کو مفید ہے جوانی کی غلط کاریوں یا چھوٹی عمر کی شادی وغیرہ سے جب جوان بوڑھے اور بوڑھے زندہ درگور ہوتے ہیں - اسوقت جبکہ آدمی خاص وقت پر شرمندہ ہونے کی وجہ سے مرنے کو ترجیح دیتا ہے ...... یہ دوائی اسکی سچی ہونس و غمخوار ہوتی ہے کرنے کو اٹھا ہاسا اس کو اس دوا نا پڑا کر جوان مرد بوڑھے کو جوان سست کو چست اور ویران کو آباد کرنا - اس کا کام ہے غرضیکہ مہت باجی کرن اوشدھ ان تمام امراض کا جانی دشمن ہے جو منی کے پتلا یا خراب یا کم ہونے کی وجہ سے ہوتی ہیں - قیمت صرف للعہ فی ڈبیہ - نمونہ ۸ر

طلاء یاقوسین

طلاء کال بخشتا ہے بسبب اوہ جو استعمال کرکے جو صحتیاب نہیں ہوئے تو اسکو آزما کر دیکھیں خود لکھتا ہے کہ اسکو بہت ہی مفید پایا ہے سستی کے دفعیہ کے لئے اس سے بڑھکر اور طلاء نہ ہوگا - وہ لوگ جو اپنے ہاتھوں اپنی رگیں پٹھے کمزور کرچکے ہیں مہت باجی کرن اوشدھ کے ساتھ اسکا استعمال کریں - قیمت تین روپیہ فی شیشی (سستے) نمونہ ۶ر

طلاء مہت اندرو فشادی جو طلاء یاقوسین کے ہیں مگر فایدہ زیادہ ہوتا ہے قیمت ۴عہ فی شیشی نمونہ

جریان کی لاثانی دوائی

معمولی جریان ۱۱ دن کے اندر اور سخت ۲۸ دن کے اندر جاتا رہتا ہے - ہمیں کئی طرح لکھے گئے ہیں مسلح مریض ہمارے لکھے بعد اعتبار کر کے ضرور اس دوائی کو منگوا دیں اس سے ضرور ان کو فایدہ ہوگا قیمت صہ روپیہ (عہ) ۲۸ خوراک - نمونہ ۴ر

اب کمزور نہ ہو گئے

جو بوقت استعمال سے ایک گولی بعد فراغت کھالیں سکڑ ذری سب کا فرہو - اور اسی چکنا چور ہوا ہی معلوم ہوگا ... کیا ہی نہیں علاوہ ازیں یہ گولیاں رعت ... رقت جریان اور احتلام کو نافع ہیں قیمت ۴ گولی عسا کر ڈبیہ - نمونہ ۲ر

امرت کی وٹیکا المعروف گھر کا وید

تقریباً کل امراض کا کلی علاج ہے ... دیکھنے کے سامنے ... مفصل حالات کیواسطے فہرست طلب کریں قیمت [illegible]

صحت جیون

بالخصوص ان لڑکوں کے واسطے تیار کی گئی ہے کہ شکل میں چند دنوں کے کھانے سے فرق پیدا ہوتا ہے ... جریان احتلام بھی جاتے رہتے ہیں - سہ پہرکو ایک یا دو گولیاں کھالیجئے حسب خواہش ... ہوتا ہے مقوی مفرح اور مبہی بھی ہے کھانسی نزلہ زکام وغیرہ کو نہیں بلکہ ہمیشہ کی بے لطفی وغیرہ کو دفع کرتی ہیں - جو لوگ ہیں ... ناس کرچکے ہیں اس سے فایدہ اٹھائیں گے - قیمت ۲۰ گولی ایک روپیہ (عہ) ۶۰ گولی دستے تین روپے -

بال اڑانیکی بے نظیر دوائی

لگاتے ہی ایک منٹ میں ہر جگہ کے بال صاف ... کمال یہ کہ تکلیف ... جاتے ہیں گھنٹی بالکل نہیں رہتی نشاستہ اور گسفید ... جیسی لوازم چیزیں بھی اس میں شامل ہیں - قیمت ۶ر فی ڈبیہ نمونہ ۱ر

مبارک دت شرما لوید مالک ویش اپکارک اوشدھالیہ و ایڈیٹر دیش اپکارک و فیملی ڈاکٹر و مصنف رسالہ جات طبی - لاہور

ہندوستان میں ایک لاثانی کمپنی

کیا معلوم نہیں کہ بھارت بیمہ کمپنی لاہور ہندوستان میں ایک لاثانی کمپنی ہے بمفصلہ ذیل وجوہات (۱) انتظام دیسیوں کے ہاتھ میں ہے - (۲) اس کا سرمایہ دیسی کارخانوں اور تجارت میں لگایا جاتا ہے جس سے اس کی ملکی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فایدہ پہونچتا ہے (۳) دیسیوں کے ہاتھ میں ہونیکی وجہ سے اس میں خرچ دوسرے غیر ملک کی کمپنیوں کی مقابلہ میں بالکل کم ہے اور اس لئے یہ بہت مضبوط بنیاد پر قایم ہے - (۴) جتنے ممبر کمپنی کے انتقال کر چکے ہیں ان کے پس ماندگان کو بلا حیل و حجت کے فوراً بیمہ ادا کیا گیا ہے چنانچہ تمام پبلک کمپنی کی خوش معاملگی اور حق شناسی سے واقف ہے اس کے علاوہ اور بھی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہیں جو ہندوستانی ... اگر ان وجوہات کو مدنظر رکھیگا تو وہ قایل ہوجائیگا کہ اسے اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بھارت کے اور کسی کمپنی میں کرانا چاہئے - آج وقت ہے کہ آپ اس محفوظ ترین کمپنی کی پراسپیکٹس کا سرکاری مطالعہ آپ کو ہماری دعوے کی صحت کا قایل کردیگا ایک کارڈ پر اپنا نام و پتہ لکھکر پہونچا دیں پراسپیکٹس مذکور آپ کی خدمت میں بذریعہ ڈاک بھیج دیا جائیگا ان چند منیجر و ایکواری یا درخواستیں بنام لاجپت راے ساہنی سکرٹری بھارت بیمہ کمپنی

سچے کو ہمیشہ راحت ہے

حب بے بہا - اسکے استعمال سے کمی قوت باہ دماغ کی کمزوری خون کم پیدا ہونا - بدن کاہل ہونا پٹھوں کی کمزوری بھوک کا کم لگنا - دماغی محنت کرنے والوں کے واسطے حقیقت میں بے بہا ہے قیمت ۲ درجن عہ

طلاء طلسمی - یہ طلاء ان شخصوں کو مفید ہے جو اپنی قوت جوانی کو زایل کرچکے ہیں خواہ کسی بات سے زیادہ کہنا خلاف تہذیب ہے صرف ۷ یوم کے استعمال سے انشاء اللہ بالکل آرام ہوجاتا ہے قیمت ۸ ماشہ (عہ) جو کہ ایک آدمی کے واسطے کافی ہے - اس کا نمونہ نہیں جا سکتا

نخل مراد - یہ وہ اعلیٰ قسم کی مٹھائی ہے جو مشک و عنبر میوہ جات و مقویات ... پیدا کرتی ہے بکس خورد عہ بکس کلاں ... جس کے چند روز کے استعمال سے جالا

سرمہ سلیمانی - یہ سرمہ امراض چشم ... آنکھوں سے پانی بہنا - کمی بصارت - ناخنہ - وغیرہ کو بہت جلد دفع کرتا ہے - آزمایش ضرور کیجئے قیمت فی شیشی ایک تولہ عہ

منجن ... دانتوں کا ہلنا - دانتوں میں کیڑا لگنا - دانتوں کا درد - مسوڑھوں کا پھولنا - گندہ دہنی کا ہونا - غرض اس کے استعمال سے یہ امراض بہت جلد دفع ہوکر دانت مثل ... ہوجاتے ہیں

اگر آپ کو عمدہ تیل کی ضرورت ہو تو قنوج کے مشہور قدیم کارخانہ فرحت نسیم سے منگوایئے

خوش ہوجائیگی گلاب ۱۲ر سے ۶عہ تک - مشک عنبر ۸ر سے ۶عہ تک - کیوڑہ ۱۲ر سے ۶عہ تک - موتیا ۱۲ر سے ۶عہ تک - پانڑی ۱۲ر سے ۶عہ تک - بیت ۱۲ر سے ۶عہ تک - چنبیلی ۱۲ر سے ۶عہ تک - نارنگیل فی حنا ۱۲ر سے ۶عہ تک - خس ۱۲ر سے ۶عہ تک - شیشی ۸ر مفصل فہرست منگوانے سے بھیجی جاوے گی

المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا نسیم قنوج

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانہ کثرت سے ہوگئے ہیں بلحاظ قدامت اب بھی ترقی و نیکی پر ہے عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے تیار کئے جاتے ہیں - اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے - شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں

راقم - محمد عبداللہ و سعداللہ تاجران عطر قنوج

رعایتی فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام۔ حصہ دوم۔ یہ بے نظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں اپنے دعوٰے کے متعلق نہایت شرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفوں کے اعتراض کو سمبر وار توڑا ہے۔ قیمت ۱ ار۔ سے بچن رعایتی ۷ ر

آریہ دہرم۔ آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجت اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں۔ قیمت رعایتی ۳ ر

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعود کے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ تیسری دفعہ چھپا ہے۔ قیمت ۲ ر

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ دوسری مرتبہ چھپا ہے۔ قیمت ۲ ر

فیصلہ آسمانی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۲ ر

نور القرآن۔ حصہ دوم۔ عیسائیوں کا عجیب رد۔ قیمت ۴ ر

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات۔ تفسیر القرآن۔ پارہ اول۔ یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے۔ صدہا خطوط پسندیدگی بھیجے گئے ہیں یہانتک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بانی سے اعلیٰ قبولیت ہو گئی ہے۔ قیمت ۱۲

سلک مروارید۔ سلسلہ عالیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور ان میں سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنے کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا گیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ قیمت ۴ ر

سلک مروارید۔ حصہ دوم۔ جو جنوری ۱۹۰۱ء میں چھپکر شایع ہو گیا ہے۔ یہ رسالہ بھی بفضلہ پہلے حصہ کی طرح مفید اور موثر ہے۔ نہایت سلیس زبان میں مستورات کو اسلام کی سچائی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظمت و صداقت سے واقف کیا ہے اور غیر مذاہب خصوصاً عیسائی مذہب کی حقیقت کو کھول کر دکھایا گیا ہے اور ان دجل سے آگاہ کیا گیا ہے۔ جو زنانہ مشنری عورتیں استعمال کرتی ہیں اور جن کے ذریعہ ناواقف اور بھولی بھالی عورتوں کو اسلام سے بدظن کیا ہے۔ ۸۸ صفحہ کی کتاب ہے۔ قیمت ۴ ر علاوہ محصولڈاک

رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء دارالامان میں دسمبر کے اواخر میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تھا جس میں حضرت حجۃ اللہ نے تین زبردست تقریریں بیان فرمائیں قیمت رعایتی ۸ ر

الانذار۔ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۱ء کو قادیان میں ایک جلسہ طاعون کے متعلق کیا تھا جسکی قابل قدر تجاویز گورنمنٹ پنجاب نے بھی شکر گذاری کا اظہار فرمایا تھا ... قیمت ...

... تفسیر سورہ تبت ۱ ر ... سبیل ... قیمت ۱ ر ... قیمت ۲ ر ...

ضوابط الاسرار قیمت ۱ ر۔ برہان الحق (عیسائی مذہب کی حقیقت کھولی گئی ہے) قیمت ۲ ر دعوت ... قیمت ... النصح قیمت ۱ ر۔ مسلمانوں کا خدا اور اسکی ... ۱ ر نمونہ قران مجید۔ قیمت ... محمود کی ...

دوسرا جنگ مقدس حصہ دوم ۲ ر۔ تفسیر القرآن پارہ دوم ۴ ر۔ تفسیر سورہ بقرہ مکمل ... مرآۃ الجہاد ... ضرورت امام ۱ ر۔ تحفہ احمدیہ ۱ ر

المشتہر منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک نہو تو جعلی سمجھنا چاہیئے

ہر درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین

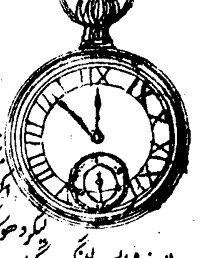
سرمہ نور

بے نظیر استاد وا ... ہو گیں کسی قسم کی سیاہی ... لگا اور آنکھیں صاف ... دھندہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا۔ یہ وہ سرمہ ہے جس نے دل مارنگ ہیں فایدہ کیا اور باقی امراض چشم جالا۔ پھولا۔ دہند۔ غبار۔ سبل۔ پانی جانا۔ پڑبال۔ خارش۔ موتیا بند ابتدائی۔ سرخی چشم وغیرہ چند ہی دنوں کے استعمال سے جڑ سے کھو دیتا ہے سیکڑوں سارٹیفکٹ معززین۔ و ڈاکٹرون و حکیمون و نمبردارون و عہدہ دارون کے موجود ہیں ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زاید کو کافی ہے ایجنٹوں کی ضرورت ہر ملک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے پر روانہ ہونگے دریافت طلب امور کے لئے جوابی خط آنا چاہیئے (سرمہ نور خاکی فی تولہ عہ۔ سرمہ نور سیاہ بصری فی تولہ ۸ ر)

کم خرچ بالا نشیں

سوتی سنگی مشترع پختہ رنگ خوشنما ایسے کہ ریشمی معلوم ہوں مستورات کے واسطے ... ہیں ... لحاف کے واسطے پایدار و خوبصورت کپڑا ہے۔ فی تھان طول ۲۴ گز۔ اگرہ عرض ۱۰ گرہ قیمت صرف عہ ر فرمایشات وی پی منگانے میں جانبین کا اطمینان۔ محصول پارسل ذمہ خریدار جملہ خط و کتابت و ارسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور۔ کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہیئے۔ المشتہر محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ کاکوری

صرف تین روپیہ میں



لیور واچ معہ چین کوک ۳۰ گھنٹہ گارنٹی ۵ سال

غضب ہو گیا کیونکہ ایسی مضبوط ٹھیک ٹایم دینے والی خوبصورت جیبی گھڑی تین روپیہ میں بکنے لگی اب بھی اگر کوئی شخص گھڑی سے محروم رہے تو افسوس ہے اکثر خریدار بعض سوداگرون کی رنگین باتوں و کمی قیمت کے لالچ میں ناقص گھڑیاں لیکر دھوکا کھاتے ہیں اُنکے اطمینان کے واسطے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ناپسند ہونے پر بلا عذر واپس لینگے۔ یہ گھڑیاں ولایت کو آرڈر دیکر بہت بڑی تعداد میں منگائی ہیں اسیوجہ سے اسقدر ارزان دے سکتے ہیں۔ اسپر ہمارے کارخانہ کا نام ثبت ہے پتہ (برج باسی لال ویش کمپنی - نمبر ۹۴ سیان گلی شہر جھانسی)

Jhansi

۱۸۶۹ء سے ۱۹۰۶ء تک

اسکاٹس ... امتحان سینتیس سال سے زیادہ



نے فاضل طبیبوں کے مجوزہ ہر سخت امتحان کا مقابلہ کیا ہے کہ آج تمام جہان میں مستند علاج امراض جگر کھانسی۔ زکام۔ گوشت اور بھوک کی کمی کا ہے اور باپ بیٹے دونوں کے لئے مقوی اعصاب کا کام دیتا ہے۔ ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا۔ فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

ہمیشہ اس نشان ماہی گیر کا امشن لو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

انوار احمدیہ پریس قادیان - میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالکان کے اہتمام سے چھپکر شایع ہوا